رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۱)

رجسٹرڈ انگلیشہ ( )

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی عثمانیہ

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی .... ے

سہ ماہی .... عہ

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی .... ے

سہ ماہی .... عہ

قیمت فی پرچہ (۲/)

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۲) | ۱۵ ماہ بہمن ۱۳۵۲ ف | ۱۰ ماہ ذیحجہ ۱۳۶۱ھ | ۱۹ ماہ ڈسمبر ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۳۶)

ممالک محروسہ میں انتقال اراضی کی روک تھام

زیر حفاظت اور خارج کردہ طبقات

پنجاب کے بعض اخباروں کی افسوس ناک غلط بیانی

گزشتہ دس سال کے دوران میں حکومت سرکار عالی نے قوانین اور دوسری تدبیروں کے ذریعہ ممالک محروسہ کی زراعت پیشہ آبادی کی فلاح و بہبود کے لئے وسیع ذرائع اختیار کئے ہیں جن میں قانون ویراثت حقوق، قانون مصالحت قرضہ، قانون ساہوکاران، قانون انسداد انتقال اراضیات زرعی اور قانون گروی بنک کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان کے ساتھ ہی اسٹیٹ بنک کے قیام اور تحریک امداد باہمی کے نفاذ سے ان تدبیروں کو مزید تقویت پہنچائی گئی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ زراعت پیشہ بالخصوص چھوٹے کاشتکاروں کو ان متعدد وسائل کے اختیار کرنے کی وجہ سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض بیرونی اخبارات نے ایک اہم ترین اصلاحی قدم یعنی قانون انسداد انتقال اراضیات زرعی کے نفاذ کے خلاف غلط بیانی کی ایک مہم جاری کر رکھی ہے اور ان کے الزامات کچھ ایسی نوعیت کے ہو گئے ہیں کہ ان کا جواب دینا ضروری ہے۔

بے بنیاد خبریں

لاہور کے ایک ماہنامہ رسالہ نے اپنے حالیہ شمارہ میں لکھا ہے کہ حکومت نظام کے جاری کردہ ایک حکم کے مطابق آئندہ سے برہمنوں کو اراضی خریدنے کی اجازت نہیں۔ اب تک اس قسم کا کوئی قانون موجود نہ تھا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ برہمنوں پر یہ پابندی ان میں بیداری پیدا کرنے کا ذریعہ بن جائے اور وہ آبادیوں کی امداد کر کے تحریک آریہ سماج کو تقویت دیں۔ اسی زمانے میں لاہور کے ایک اور جریدہ نے بھی اس قانون کے متعلق جو لکھا اس کا عنوان ہے "حیدرآباد میں ظلم و تشدد" برہمن زرعی اراضی نہیں خرید سکتے۔ اور یہ خبر کہ برہمنوں کے ایک اخبار نے یہ اطلاع شائع کی ہے کہ حکومت نظام نے کاشتکاروں کے لئے ایک قانون نافذ کیا ہے جس کا مقصد ممالک محروسہ کے مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا ہے چنانچہ اس قانون کے مطابق برہمنوں کو زرعی اراضی خریدنے کی اجازت نہ ہوگی اور چونکہ ہندو غریب ہیں اس لئے وہ اپنی اراضی مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ اس طرح سے نظام کی حکومت نے مذہبی تعدی کے علاوہ معاشی جبر و تشدد بھی شروع کر دیا ہے۔

جھوٹا الزام

مندرجہ بالا اقتباسات ممالک محروسہ میں قانون انسداد انتقال اراضیات زرعی کے نفاذ کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ عجب ہے کہ یہ دونوں جریدے ایک ایسے اصلاحی اقدام کے بارے میں اس قدر غلط بیانی کرتے ہیں جو موروثی کاشتکاروں کے لئے ایک نعمت ثابت ہوا ہے اور حکومت سرکار عالی نے قرض کے بار سے کاشتکاروں کو نجات دینے کی جو تدبیریں اختیار کی ہیں ان میں اس قانون کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

ابتدائی صورت حال

حکومت سرکار عالی نے تقریباً نو سال پیشتر سنہ ۱۳۴۲ ف (۳۳-۱۹۳۲ء) میں یہ محسوس کیا کہ موروثی کاشتکاروں کی اراضی بڑی تیزی کے ساتھ ساہوکاروں کے ہاتھ میں منتقل ہوتی جا رہی ہے اور اگر حکومت نے فوری مداخلت نہ کی تو کاشتکاروں کی بڑی تعداد اپنی اراضی سے محروم ہو جائے گی اور خود اپنے کھیتوں میں محض مزدوروں کی حیثیت سے کام کرنے پر مجبور ہوگی جس کی وجہ سے لازمی طور پر تباہ کن معاشی حالات رونما ہوں گے۔

ضوابط انتقال اراضی

اس استحصال کو روکنے کے لئے بطور تجربہ پنجاب کے قانون انتقال اراضی کے مماثل ضوابط انتقال اراضی مرتب کر کے شروع سنہ ۱۳۴۳ ف (۱۹۳۳ء) میں علاقہ مرہٹواڑی کے دو اضلاع اورنگ آباد اور عثمان آباد میں نافذ کئے گئے کیونکہ ان اضلاع میں اراضیات کی منتقلی ممالک محروسہ کے دوسرے علاقوں سے بہت زیادہ ہو رہی تھی۔ ان ضوابط کے نفاذ کے بعد تجربہ سے یہ ظاہر ہوا کہ اس سے حسب مرضی نتائج مرتب ہو رہے ہیں اور ساہوکاروں کے ہاتھوں میں موروثی کاشتکاروں کی زمین کی منتقلی کی موثر روک تھام ہو رہی ہے۔

وسیع تحقیقات

یہ نقصان رساں صورت حال جس کی روک تھام کے لئے ضوابط انتقال اراضی منظور کئے گئے تھے تحقیقات کے لحاظ سے بھی تباہ کن ثابت ہوئی۔ یہ تحقیقات ممالک محروسہ میں زرعی قرضداری کے ضمن میں مسٹر ہریڈیہ نے سنہ ۱۳۴۴-۴۵ ف اور ۱۳۴۵-۴۶ ف میں شروع کی تھی۔

مملکت

جلد (۲) | ۱۵ ابہمن شنبہ ۱۳۵۲ ف | نمبر ۳۶

ارشادات خسروی

حیدرآباد میں صنعتی احیا

یہ امر باعث مسرت ہے کہ نمائش کمیٹی انجمن طیلسانین عثمانیہ کی سرگرمیاں بارآور ثابت ہوئیں۔ گزشتہ چار سال سے نمائش کمیٹی کی جانب سے نمائش مصنوعات ملکی کا جو انعقاد ہوتا رہا ہے اُس کی کامیابی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس نے شاہانہ سرپرستی حاصل کرلی۔ حضرت بندگان اقدس نے براہ مراحم خسروانہ بنفس نفیس اس سال نمائش کا افتتاح فرما کر انجمن طیلسانین عثمانیہ اور خاص کر ملک کے صناعوں کو متعزز فرمایا ہے۔ نمائش مصنوعات ملکی کے افتتاح کے موقع پر ارشاد شاہانہ ہوا کہ۔

"آج کل کی جنگ سے مختلف قسم کی اشیاء کی درآمد بند ہو جانے سے ان اشیاء کو خود ملک میں تیار کرنے کی ضرورت داعی ہوئی ہے۔ اور اس طرح لوگوں کو ملکی صنعت کو فروغ دینے کا موقع ملا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اس بات کی کوشش کریں کہ خود ملک کی صنعت اور پیداوار ہماری اکثر ضرورتوں کو کافی ہو جائے کیا اچھا ہو اگر ہر شخص اس بات کا عزم کرے کہ وہ اپنی ضروریات زندگی کی چیزیں اپنے ملک کی بنی ہوئی خریدے اور صرف وہ اشیاء جو ملک میں تیار نہیں ہوتیں باہر سے خریدے بلکہ ان کے بارے میں بھی یہ فکر کرے کہ کیوں نہیں وہ چیزیں بھی ملک میں بنائی جائیں۔"

ہمیں یقین ہے کہ یہ ارشادات شاہانہ ملک کی صنعتی نشو و نما میں "خضر راہ" کا کام دیں گے۔ موجودہ زمانہ جنگ میں جبکہ باہر سے اشیاء کی درآمد بند ہوگئی ہے ملک کی صنعتوں کو فروغ دینا اور بھی ضروری ہو گیا ہے کیونکہ دیسی صنعتوں کا نشو و نما اب ہماری معاشی بقا کا جزو لاینفک ہو گیا ہے۔ ہماری تمنا ہے کہ اُمراء ساہوکار اور ملک کے سرمایہ دار طبقے اس شاہانہ رہبری سے ہدایت حاصل کریں اور ہر طرح ملک کی صنعتوں کو فروغ دینے میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں کیونکہ ملکی صنعتوں کے استحکام کے بغیر ملک کے معاشی توازن کو قائم رکھنا بے حد مشکل ہے۔

صنعتوں کی حفاظت اور تامین

ملک کی صنعتوں کو فروغ اور مصنوعات ملکی کے استعمال کی ترغیب دینے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ملک کی ذی اثر اور ذمہ دار ہستیاں اہل ملک میں ملک کی بنی ہوئی چیزیں استعمال کرنے کا اخلاقی احساس پیدا کرائیں۔ اس کے لئے ملک کے ذی اثر افراد کا یہ فرض ہے کہ خود ملکی چیزیں استعمال کرکے ابنائے وطن کے سامنے ایک مثال پیش کریں۔ اس کے علاوہ جیسا کہ ارشاد خسروی سے ظاہر ہوتا ہے صنعتوں کو ترقی دینے کے چند عملی طریقے بھی ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ بعض صنعتیں خود حکومت کی جانب سے شروع کی جائیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ملک کا دولت مند اور مالدار طبقہ صنعتی کاروبار میں منہمک کر دیا جائے اور اس طبقہ کو حکومت کا اشتراک عمل حاصل رہے۔ تیسری چیز جو سب سے اہم اور ضروری ہے یہ ہے کہ صنعتوں کو محفوظ اور مامون رکھنے کے لئے حکومت کی جانب سے مناسب تدابیر اختیار کی جائیں۔ اس غرض کے لئے ملک کے صنعتی اداروں پر حکومت کی مناسب نگرانی ضروری ہے۔ ایسی نگرانی کا مقصد صنعتوں کی ترقی اور تامین ہونا چاہیے۔ بعض سرمایہ دار طبقوں میں یہ اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ صنعتی اداروں میں حکومت کے عمل دخل سے بعض اوقات تجارتی ترقی اور کاروباری آزادی خاطر خواہ حاصل نہیں ہوتی۔ بعض طبقوں میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حکومت کی مداخلت ملک کے دولت مند طبقوں کو کاروباری نقطہ نظر سے اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتی کہ وہ دل کھول کر اپنا سرمایہ ملک کی مختلف صنعتوں میں لگائیں۔ ہمارے ملک میں چند سرکاری کارخانے قائم ہو چکے ہیں۔ یہ کارخانے کافی ترقی کر چکے ہیں اور مزید ترقی کے امکانات موجود ہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ جو چیز ان کی ترقی میں ایک حد تک مانع ہے وہ ایک خاص قسم کی ذہنیت ہے۔ اگر ایسے کارخانوں میں منافع کی بروقت تقسیم کا انتظام نہ ہو یا حصہ داروں کے سرمایہ کو محفوظ نہیں رکھا جائے تو ملک کے مالدار اور دولت مند طبقوں کو جدید صنعتی کاروبار میں سرمایہ لگانے میں تامل ہوگا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جدید صنعتوں کے قیام میں تاخیر و تعویق پیدا ہو جائے گی۔ ارباب مقتدر کو چاہیے کہ اس قسم کے شبہات کو جو بعض سرمایہ دار طبقوں میں پیدا ہوگئے ہیں رفع کر دے۔ حکومت صنعتی کارخانوں کو مجبور کر سکتی ہے کہ وہ اپنے کاروبار سے پبلک کو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتے رہیں تاکہ سرمایہ دار طبقوں میں صنعتی شعور پیدا ہو اور وہ اپنا سرمایہ جدید صنعتی کاروبار میں بغیر کسی خوف کے لگا سکیں۔ حکومت ایسے کارخانوں کو مجبور کرے کہ وہ اپنی روئداد شائع کریں اور بروقت منافع کی تقسیم کا انتظام کریں۔ ہم اپنے اس خیال کو پھر ایک بار اعادہ ضروری سمجھتے ہیں کہ محض خانگی سرمایہ یا محض حکومت کی سرگرمیوں سے ملک کی صنعتی ترقی ممکن نہیں۔ صنعتی نشو و نما کے لئے حکومت اور سرمایہ دار طبقوں کا اشتراک عمل ضروری ہے۔

صنعتی پیمائش

ارشادات خسروی کا تیسرا حصہ ایک تحقیقاتی کام کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں ملک کی خام پیداوار اور یہاں کے قدرتی وسائل کی پیمائش بھی شامل ہے اور جس کے بغیر صنعتی احیا ممکن نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہمایونی ہوا ہے کہ:

"مگر صنعتی ترقی محض حکومت ہی کے ذمہ نہیں ہے۔ ملک کے سرمایہ داروں کا خود معاشی مفاد اس میں ہے اور ان کا اخلاقی فرض بھی ہے کہ ملک میں جن اشیاء کی کھپت ہوتی ہو ان کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور ان اشیاء کی تیاری کے اسکیم بنائیں اور حکومت سے سہولتوں اور مشوروں کے طالب ہوں۔ اس طرح ملک میں روزگار بڑھے گا اور بے روزگاری کو دور کرنے میں مدد و معاون ہوں۔"

اعلیٰحضرت حکیم السیاست کی نظر کیمیا اثر نے بعض ایسے اہم صنعتی اور معاشی نکات چن لئے ہیں کہ اگر فی الواقعی ان ارشادات خسروی کے مطابق ایک وسیع اور جامع صنعتی اسکیم مرتب کی جائے تو ہمارا ملک تھوڑے ہی عرصے میں بہت زیادہ ترقی کر سکے گا۔ یہ انتباہ کس قدر موثر اور دوررس نتائج کا حامل ہے کہ۔

"ہر ملک کی صنعتی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ جس ملک نے اپنی فرصت اور موقع سے فائدہ اٹھایا اور بروقت عمل کیا وہ آگے رہا جو سوچتا رہا اور عمل میں پیچھے رہا اس سے میدان معیشت میں دوسرا بازی لے گیا۔"

ارشادات خسروی میں اس قدر جامعیت اور بلاغت ہے اور اتنی اہم چیزوں کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے کہ متعلق بہاولی کے جس کی تفصیل ایک مستقل باب ہوگی۔ بندگان اقدس نے صنعتی اور تجارتی کاروبار کو فروغ دینے کے لئے صناعوں کی انجمن امداد باہمی کے قیام کی جانب بھی اشارہ فرمایا ہے۔ صناعوں کی انجمن امداد باہمی کی بنیاد پر مملکت آصفیہ کا آئندہ دستور تشکیل دیا گیا ہے۔

"ملک کے صناعوں کو ایک مرکز پر آجانا چاہئے"

تاکہ ان کے موقف کے استحکام کے لئے عملی اور آئینی ذرائع فراہم ہو جائیں گی۔ صناعوں کی انجمن امداد باہمی کے قیام سے ایک تو ان کا موقف مستحکم ہو جائے گا اور دوسری طرف ان کی صنعتی اشیاء کی خرید و فروخت کے ذرائع پیدا ہو جائیں گے۔ اب ہر بہی خواہ ملک کا یہ اعلیٰ فرض ہے کہ ان ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمہ تن مصروف ہو جائے۔ اس سلسلہ میں ہم سماجی کارکنوں اور مسلسل عثمانیہ کو یہ مشورہ دیں گے کہ وہ ملک کے صناعوں کا ایک اجتماع عمل میں لائے اور ارشاد بہاولی کے مطابق صناعوں کی انجمن امداد باہمی کے قیام پر غور کرے اور صناعوں کو اس جانب عملی قدم اٹھانے کی ترغیب دے۔

غیر متزلزل وفاداری

جامعہ کی معلومات سے امتحانات کے موقع پر حضرت اقدس و اعلیٰ نے نواجتی اور جامعہ عثمانیہ کے فارغین کے تعلق کی طرف اشارہ اور ان کی سرگرمیوں پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے جامعہ کے طلباء اور طلباء حال کے نظری نسق کو بھی ظاہر فرمایا ہے۔ اس سے سابق طلباء بھی قابل مبارکباد ہیں کہ جامعہ عثمانیہ کے طلباء حال نے اس شورش، بد امنی، دہشت آفرینی اور امتحانات کے زمانہ میں اپنے پیمان وفاداری اور عقیدت مندی کو جو انہیں ذات شاہانہ سے ہے متزلزل ہونے نہیں دیا۔ ہمارے وطن کا سب سے اہم اور اصول ادارہ یعنی جامعہ عثمانیہ حالیہ ہیجانات سے قطعاً متاثر نہیں ہوا۔ ہم حیدرآبادی جبلی اور فطری طور پر شاہ پرست ہیں۔ شاہ پرستی ہماری قومی خصوصیت ہے۔ اس بات کو تو ہم ہی جانتے ہیں کہ ارشاد شاہانہ کا ہمارے قلوب پر کتنا گہرا اثر ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ملک کا نوجوان طبقہ مملکت آصفیہ کی ہمہ جہتی ترقی میں اپنے آپ کو کامیاب اور کامران ثابت کرے گا۔ اور یہ کامیابی اس لئے بھی یقینی ہے کہ ہمارے مساعی اور خلوص کو شاہانہ تائید اور سرپرستی حاصل ہے۔ طلباء جامعہ عثمانیہ نے اپنے خلوص اور جد و جہد سے حضرت اقدس و اعلیٰ کی توجہ عالی میں جو مقام حاصل کیا ہے اس پر ہم تمام عثمانین جتنی بھی خوشی منائیں کم ہے۔

چھوٹے سکوں کی قلت

کچھ دنوں سے چھوٹے سکوں کا دستیاب ہونا تقریباً ناممکن ہو گیا تھا جس کی وجہ سے پبلک میں ایک بے چینی پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن اب صورت حال اتنی نازک نہیں ہے جتنی دو ہفتہ قبل تھی۔ ان سکوں کے دستیاب ہونے میں اس وجہ سے دشواری پیدا ہو گئی تھی کہ نفع اندوزی کی غرض سے بعض تاجر سکہ جات خورد کا اندوختہ کر رہے تھے اور گلا رہے تھے۔ حکومت سرکار عالی نے اس صورت حال کو رفع کرنے کے لئے انسدادی احکام ایک گشتی کے ذریعہ صادر فرمائے ہیں۔ اب پبلک کا فرض ہے کہ جو اشخاص اس جانب منفعت کے لئے اہل ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں ان کی مجرمانہ سرگرمیوں کا انکشاف کرکے سعی ہیں کہ ان کو کیفر کردار تک پہنچانے میں حکومت کی مدد کرے۔ اس سلسلہ میں گشتی ساہوکاران کے معتمد مسٹر لکشمی نواس گنیری وال نے ایک صحافتی بیان میں کہا ہے کہ "خردہ اور روپیہ کی قلت کی ذمہ داری کسی طرح بھی مقامی ساہوکاروں اور تاجرین پر عائد نہیں کی جا سکتی۔ معلومات عامہ اور بعض مقامی اخبارات کی رائے محض یکطرفہ واقعات اور قیاسات پر قائم کی گئی ہے کیونکہ حقائق سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی" ہماری رائے میں معلومات عامہ اور مقامی اخبارات کی رائے محض یکطرفہ واقعات اور قیاسات پر مبنی نہیں ہے بلکہ بعض واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسٹر گنیری وال کا بیان سراسر غلط ہے۔ یہ خبر اخبارات میں شائع ہو چکی ہے کہ پولیس نے بعض ساہوکاروں کو ہزار ہا روپے کے سکے منتقل کرتے ہوئے گرفتار کر لیا ہے۔ ان خبروں کی کسی گوشہ سے اب تک تردید نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک بیوپاری کو ایک ہفتہ قبل کروڑگیری کی ایک چوکی پر گرفتار کیا گیا جبکہ وہ ادھر سے سکہ خورد منتقل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ان کے باوجود مسٹر گنیری وال کا یہ کہنا کہ حکومت کو چاہئے کہ سکوں کے بازار سے غائب ہو جانے کے اصلی اسباب معلوم کرے تحصیل حاصل ہے۔ اس کے اصلی اسباب معلوم ہو چکے ہیں اور حکومت نے انسدادی احکام بھی جاری کر دئے ہیں۔ مسٹر گنیری وال نے تانبے کی خام قیمت ظاہر کر کے یہ استدلال کیا ہے کہ تانبہ گلانے سے ساہوکاروں کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ اس کے جواب میں ہم صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ حیدرآباد سے زیادہ تانبے اور دیگر اشیاء کی قیمت برطانوی ہند کے صوبوں میں بڑھ گئی ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ شہر بمبئی میں سوئی کا ایک ڈبہ جس میں تقریباً ایک سو سوئیاں ہوتی ہیں جس کی قیمت جنگ سے قبل ایک روپیہ چار آنے تھی دو ہفتہ قبل (۱۵) روپے کو فروخت ہوا ہے اور اسی طرح رنگ کا ڈبہ جس کی قیمت چھ آنے تھی بارہ روپے میں بھی دستیاب نہیں ہو رہا ہے اور یہی حال چاندی اور تانبے کا بھی ہے۔ ایسی صورت میں اگر تانبے کے سکے گلا کر بیرون حیدرآباد تانبہ منتقل کیا جائے تو کیا بیوپاریوں کو اس سے فائدہ حاصل نہ ہوگا؟ بازار سے سکوں کے غائب ہونے کی ذمہ داری دوسرے لوگوں یا عوام الناس پر عائد کرنے کی کوشش کرنا بالکل غلط ہے۔ عوام الناس روپیہ صرف کرتے ہیں نفع اندوزی کی خاطر سکوں کا اندوختہ کرنا یا ان کو گلانا عوام کا کام نہیں ہے۔ اس خصوص میں حکومت نے جو احکام نافذ کئے ہیں وہ بالکل حق بجانب ہیں۔

سکہ خورد کی سربراہی کے سلسلہ میں ہم چند تجاویز پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ عوام کو ان کے حصول میں سہولت ہو۔

(۱) قانون میں ایسی ترمیم کی جائے کہ چاندی، تانبہ اور سکہ خورد کروڑگیری کی ایک چوکی سے دوسری چوکی تک لے جانے کے لئے (خواہ حدود ریاست کے اندر ہی کیوں نہ ہو) عہدہ داران کروڑگیری کو اس کی مقدار اور ضرورت سے مطلع کرنا ضروری ہو۔

(۲) سرکار عالی اس وقت جس طرح سکہ خورد کی سربراہی کر رہی ہے اس میں ترمیم کی ضرورت ہے یعنی اسٹیٹ بنک میں بجائے (۲) کونٹر کے ام کونٹر سے سکہ خورد اجرا ہوں نیز ہر خزانہ عامرہ میں بھی بجائے ایک کے دو کونٹر سے سکہ خورد اجرا کئے جائیں۔

(۳) سکہ خورد اسٹیٹ بنک کے علاوہ دوسرے رجسٹر شدہ بنکوں سے بھی جاری کئے جائیں۔

(۴) سکہ خورد کا اندوختہ کرنے والوں یا گلانے والوں کی جو لوگ نشاندہی کریں ان کے لئے انعام مقرر کیا جائے اور نشاندہی کرنے والوں کے نام راز میں رکھے جائیں اور مجرمین کو عبرت آموز سزا دی جائے۔

مجلس قیام امن کا غیر معمولی جلسہ

ریلوے کی ہڑتال کا تصفیہ کرانے کیلئے ذیلی مجلس کا قیام

حیدرآباد، ۱۸ جون۔ ریلوے ہڑتال کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے آج شام (۲) بجے مجلس قیام امن مملکت آصفیہ کا ایک غیر معمولی جلسہ نواب کمال یار جنگ بہادر صدر مجلس کی زیر صدارت نواب صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آغاز کارروائی کے بعد صدر صاحب مجلس مذکور نے ریلوے کی ہڑتال سے متعلق تفصیلی واقعات ایوان کو سنائے۔ اس سلسلہ میں حکومت کی قائم کردہ تحقیقاتی کمیٹی، اس کی سفارشات اور حکومت کی تجاویز پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے مزدوروں کے مطالبات پر تبصرہ کیا۔ یہ مسئلہ مزدور جماعت، ریلوے نظم و نسق اور عوام و حکومت کے لئے یکساں اہم ہونے کی وجہ سے ارکان مجلس نے اس سے دلچسپی کا اظہار کیا۔ بعد غور مجلس نے یہ رائے قائم کی کہ ہڑتال کا جاری رہنا سارے متعلقہ جماعتوں کیلئے غیر مفید ہے۔ لہٰذا مجلس نے سات ارکان کی ایک ذیلی مجلس اس غرض سے مقرر کی کہ وہ مسئلہ کی اہمیت کے مدنظر ملکت کے ریلوے نظم و نسق، مزدور جماعت اور حکومت سے مل کر کوئی تصفیہ کرانے کی کوشش کرے۔ اس کمیٹی کیلئے تشکیل دادہ ذیلی مجلس کے معتمد مولوی ابوالحسن سید علی صاحب قرار پائے اور ارکان میں پنڈت سنگر راؤ صاحب، مولوی مقصود احمد خان صاحب، پنڈت گوپال راؤ صاحب، مولوی [illegible] صاحب جاگیردار اور مسٹر [illegible] شریک ہیں۔ [illegible]

جاپانی خطرہ

بحرالکاہل کی جنگ دول محور کے نقطہ نظر سے ایک بالکل علٰحدہ جنگ ہے۔ جاپان نے اپنی تدبیر جنگ کو جرمنی کی تدبیر جنگ سے وابستہ کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ جاپان اس سال سائبیریا یا ہندوستان پر حملہ کرکے جرمنی کی بڑی مدد کر سکتا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے کئی مبصرین بھی توقع رکھتے تھے اور بظاہر اس کے وجوہ بھی موجود تھے۔ پھر بھی جاپان اس سمت میں اقدام کرنے سے باز رہا اور اپنے حملوں کو مشرقی ایشیا تک محدود رکھا ہے۔ یہ بات ذرا حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے کیونکہ جاپان کی کامیابی جرمنی کی کامیابی پر منحصر ہے اگر اس کا یورپین ساتھی شکست کھا جائے تو جاپان کے سارے منصوبے الٹ جائیں گے۔

بحرالکاہل کی جنگ کی دو خصوصیات لائق توجہ ہیں۔ پہلے دور میں جو چھ ماہ پر ممتد تھا جاپان نے مشرقی ایشیا کے رقبہ کو فتح کرا اور دوسرے دور میں جو اسی طرح چھ ماہ پر ممتد رہا ایک تعطل طاری تھا۔ جاپان نے متحدین کے دو ممالک کی سرحدوں پر انتظار میں وقت گذار دیا

یعنی ہندوستان اور آسٹریلیا جہاں سے متحدین کے جوابی حملے شروع ہونے والے ہیں۔ اس نے نہ صرف ان ممالک پر حملہ نہیں کیا بلکہ ان علاقوں میں جن پر اس کی فوجیں پھیلی ہوئی ہیں وہ اقامت مستحکم نہ کر سکا۔ گذشتہ چار ماہ سے اس کی ساری کوششیں جزائر سلیمان تک محدود رہیں اور اس پر تا حال وہ قبضہ نہ کر سکا کہ وہ نیو گنی میں مدافعت نہ کر سکا۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ جاپان کے پاس اتنی کافی ہوائی قوت نہ ہوگی کہ نیو گنی اور جزائر سلیمان پر ساری طور پر اپنے حملے جاری رکھ سکے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دوسرے مقامات پر حملہ کرنے کی اس میں کتنی قوت ہے۔

یہ محض قیاس آرائی نہیں بلکہ غیر جانبدار مبصرین بھی محسوس کر رہے ہیں کہ جاپان کی اقدامی قوت میں انحطاط شروع ہو گیا ہے۔ مثلاً انقرہ کے ریڈیو سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہے۔ جاپانیوں کی یہ شیخی کہ ہندوستان اور آسٹریلیا کے دن قریب آ گئے ہیں اب باقی نہیں رہی۔ دن بڑھتے بڑھتے پھیلے گذر گئے۔ وسیع پیمانہ پر حملہ کی نسبت جاپانی اخبارات خاموش ہیں۔ دول محور میں سے جاپان آخری ملک تھا جو جنگ میں شریک ہوا لیکن وہ دوسروں سے پہلے مدافعت پر مجبور ہو گیا۔ یہ باور کرنے کی وجہ ہے کہ یہ اندازہ بڑی حد تک صحیح ہے مگر احتیاط کی خاطر یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ جاپان میں ابھی اقدامی اور دفاعی قوت کافی موجود ہے۔

آج جاپان بہت سے فوجی اور معاشی مشکلات میں الجھا ہوا ہے۔ وہ تجارتی جہاز، لوہے، جنگی جہاز، طیارہ بردار جہاز، اور ہوائی جہازوں کی کمی محسوس کر رہا ہے۔ ایک جزیرہ کی حیثیت سے جاپان کا انحصار سمندری راستوں پر ہے برطانیہ کی طرح اس کی پہلی ضرورت جہاز رانی ہے۔ جنگی جہازوں کی حد تک اس کی حالت دن بدن نازک ہوتی جا رہی ہے۔ نہ صرف وہ تجارتی جہاز کھو چکا ہے بلکہ اس کا خود ساختہ اصلاحات اس قدر وسیع ہو گیا ہے کہ قبل جنگ زمانہ کے مقابلہ میں

اب جہازوں کی ضرورت اس کو بہت زیادہ ہے۔ جاپان کی صنعت جہاز سازی موجودہ نقصانات کی پابجائی کر سکتی ہے اور نہ اس کی بڑھتی ہوئی ضرورت کو پورا کر سکتی ہے لوہے کی کمی سے نہ صرف جاپان کی صنعت جہاز سازی متاثر ہو رہی ہے بلکہ ہر قسم کے اسلحات کی تیاری بھی۔ جاپان کے مقبوضہ علاقوں میں لوہے کی پیداوار ناکافی ہے۔ ہندوستان اور امریکہ سے لوہا درآمد کرکے جاپان اپنی کمی کی تکمیل کرتا تھا لیکن اب درآمد کے یہ ذرائع مسدود ہو گئے ہیں۔ اور جب جاپان میں لوہے کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اس کی حالت نازک ہو جائے گی۔

جاپان کی جنگی قوت کا انحصار اس کے بحریہ پر ہے۔ لیکن اس کے بحریہ کو بہت نقصان پہونچ چکا ہے اگرچہ یہ صحیح ہے کہ اب جاپان کے پاس بہت سے جہاز ہیں مگر سوال یہ نہیں ہے کہ اس کے پاس کتنے جہاز ہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ جہازوں کے نقصان کی پابجائی کے لئے کتنے جہاز تیار کر سکتا ہے۔ جب تک جہاز سازی کی قوت ابھی نہ ہو وہ اپنے بحریہ کو استعمال کرکے خطرہ میں ڈال نہیں سکتا۔ یہی اس کی سب سے بڑی مشکل ہے اور وہ جہاز سازی میں امریکہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

دوسرا اہم مسئلہ ہوائی طاقت کا ہے۔ اس خصوص میں جاپان کو دو طرح کی مشکلات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ ایک تو یہ کہ جاپان میں ہوائی جہازوں کی تیاری کی شرح بہت کم ہے دوسرے یہ کہ طیارہ ران اعلیٰ درجہ کے تربیت یافتہ نہیں ہیں اور جو تھے وہ جنگ کے پہلے دور میں مارے گئے۔ اب جو کچھ رہ گئے ہیں وہ اوسط درجہ کے ہیں۔

اس اعتبار سے جاپان کے آئندہ اقدام کا انحصار اس امر پر ہے کہ متحدین کیا کرنے والے ہیں۔ اگر متحدین نے جاپان کے خلاف اقدام شروع کر دیا جیسا کہ مبصرین کا خیال ہے تو جاپان مدافعت پر مجبور ہو جائے گا۔

سکوں کے ذخیرے ضبط کئے جائیں گے

اعلان

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی کو تحت دفعہ (۳) دستور العمل تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی بابت ۱۳۵۰ف حاصل ہیں قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی میں حسب ذیل ترمیمات کی جاتی ہیں۔

۱۔ قاعدہ ۸۰ ذیلی قاعدہ (۲) کے موجودہ فقرہ (ج) کو حذف کیا جائے اور اس کے بجائے حسب ذیل فقرات "ج" "د" اور "ہ" قائم کئے جائیں۔

(ج) کسی قرضہ کی ادائی یا کسی اور طور پر ایسے سکہ یا نوٹ کو قبول کرنے سے انکار نہ کر سکے گا۔

(د) ایسی تعداد میں سکے حاصل نہ کرے گا جو فی الوقت اس کی ذاتی یا کاروباری ضروریات سے زیادہ ہو اور خزانہ عامرہ یا کسی خزانہ ضلع یا تحصیل سے یا حیدرآباد اسٹیٹ بنک یا امپیریل بنک آف انڈیا مرقومہ حیدرآباد سے جو گورنمنٹ آف انڈیا کے خزانہ کا کاروبار انجام دیتی ہے سکے حاصل کرنے کی صورت میں اس کی تعداد کا تعین خزانہ یا بنک مذکور کا عہدہ دار مجاز کرے گا جس کا فیصلہ قطعی ہوگا اور کسی عدالت میں اس کی تحقیقات نہ ہو سکے گی۔ یا

(ہ) کسی سکہ کو گلا نہیں سکے گا۔"

۲۔ ذیلی قاعدہ (۲) کے بعد حسب ذیل ذیلی قاعدہ (۲ الف) قائم کیا جائے۔

"(۲ الف)۔ اگر کسی شخص کے قبضہ میں ۱۲ بہمن ۱۳۵۲ف کو یا اس کے قبل اس کی ذاتی یا کاروباری ضروریات سے فی الوقت زائد سکے ہوں تو اس پر لازم ہوگا کہ بتاریخ مذکور یا اس کے قبل اس زائد رقم کا نوٹوں سے تبادلہ کرے

بشرطیکہ اگر تاریخ مذکور کے بعد کسی شخص کے قبضہ میں فی الوقت اس کی ذاتی یا کاروباری ضروریات سے زائد سکے آئیں تو وہ ان کے متعلق بھی حصول رقم سے اڑتالیس گھنٹے کے اندر متذکرہ بالا اسٹیٹ کا عمل کرے۔"

۳۔ ذیلی قاعدہ (۳) میں حسب ذیل اضافہ کیا گیا۔

"احکام مندرجہ فقرہ (ہ) ذیلی قاعدہ (۲) کی خلاف ورزی کی صورت میں عدالت سے گلائے ہوئے سکہ جات کی ضبطی کا حکم دیا جا سکے گا اور احکام مندرجہ فقرہ (۲ الف) کی خلاف ورزی کی صورت میں عدالت ایسی زائد رقم کی کلی یا جزئی ضبطی کا حکم صادر کر سکے گی جس کے متعلق خلاف ورزی عمل میں آئی ہو۔"

ممالک محروسہ میں انتقال اراضی کی روک تھام

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

جو اس وقت حکومت سرکار عالی کے نائب معتمد صیغہ مالگزاری تھے۔ چنانچہ مسٹر ہیوچ نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ میری تحقیقات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ گزشتہ پندرہ سال کے عرصہ میں ۱۳۲۳ف تا ۱۳۳۸ف (۳۱۲) زیر تحقیقات مواضعات میں جو (۱۰۲۶۷۵) ایکڑ مقبوضہ اراضی میں سے (۱۱۰۳۰۹) ایکڑ اراضی ساہوکاروں کے قبضہ میں منتقل ہو گئی اور اگر اس میں (۱۱۶۳۴) ایکڑ وہ اراضی بھی شامل کی جائے جو قرضے کے بار کی وجہ سے گذشتہ پندرہ سال کے دوران میں دیہی عہدہ داروں کے ہاتھوں فروخت کی گئی تو یہ ظاہر ہوگا کہ ایک لاکھ ایکڑ یعنی ان (۳۱۲) مواضعات کی مقبوضہ اراضی کا ۱۰ فیصد حصہ سابقہ قرضوں کی ادائی میں زراعت پیشہ اشخاص کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ مسٹر ہیوچ کی رپورٹ ۱۳۳۵ف (۱۹۲۶ء) میں شائع ہوئی تھی اور اس کے فقرہ جات ۱۱ اور ۹۰ تا ۹۵ سے بھی زیر بحث مسئلہ کی وضاحت ہوتی ہے۔

مسٹر ہیوچ کی سفارشات

مسٹر ہیوچ نے اپنی رپورٹ میں تمام ممالک محروسہ میں ضوابط انتقال اراضی کے فوری نفاذ کی پرزور سفارش کی تاکہ موروثی کاشتکاروں کے مفاد کی حفاظت ہو سکے جو بہت تیزی سے اپنی زمینات سے محروم ہو کر زرعی مزدور بن رہے تھے۔ چنانچہ ان حالات کے تحت ۱۳۴۰ف (۱۹۳۱ء) میں مذکورہ ضوابط کو ممالک محروسہ کے دوسرے اضلاع میں نافذ کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی ان عارضی ضوابط کے بجائے ایک مستقل قانون نافذ کرنے کے لئے ممالک محروسہ کی مجلس وضع قوانین میں ایک مسودہ پیش کیا گیا۔

ضوابط میں ترمیم

ان ضوابط کے دوران نفاذ میں جو تجربات حاصل ہوئے تھے ان کی پیش نظر مسودہ قانون میں متعدد مفید ترمیمات کی گئیں تاکہ نیا قانون جہاں تک ہو سکے زراعت پیشہ طبقے کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ہو۔ چنانچہ ایک ترمیم کے مطابق حقوق پٹہ کی منتقلی کو مستقل منتقلی کی تعریف میں شامل کیا گیا اور دوسری ترمیم کا مقصد اس طریقہ کار کی روک تھام کرنا تھا جو علاقہ مرہٹواڑی میں شرط خریدی کہلاتا ہے۔

تقابلی مطالعہ

اگر حیدرآباد اور پنجاب کے ان قوانین کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کا مطالعہ کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ بعض امور کی حد تک اول الذکر کی دفعات موخر الذکر سے زیادہ سخت ہیں۔ نیا قانون یکم دے ۱۳۴۵ف (نومبر ۱۹۳۵ء) کو تمام ممالک محروسہ میں نافذ کیا گیا اور مزارعین کے تمام طبقوں نے متفقہ طور پر اس کو اپنے لئے انتہائی فائدہ بخش تسلیم کرتے ہوئے اس کے نفاذ پر حکومت سرکار عالی کا شکریہ ادا کیا۔ پنجاب کے قانون کی طرح حیدرآباد کے قانون کے مطابق بھی حکومت کو اس کا مجاز کیا گیا کہ وہ خاص زراعت پیشہ طبقوں یا ہر طبقے کے ان مختلف گروہوں کا تعین کرے جن کا تحفظ اس قانون کے تحت ضروری تصور کیا جائے۔

طبقات کا تعین۔

ممالک محروسہ کے معاشی حالات کے پیش نظر حکومت سرکار عالی نے پانچ اہم طبقات کا تعین کیا ہے جو مسلمان، ہندو، آدی ہندو، قدیم قبائل اور دیسی عیسائی ہیں اور ان میں سے ہر طبقے کے تحت ان مختلف گروہوں کی بھی تخصیص کر دی گئی جن کے مفاد کی اس قانون کے تحت حفاظت ضروری تصور کی گئی۔ تحفظ کے لئے ان گروہوں کو منتخب کرنے میں حکومت کے پیش نظر یہ بنیادی اصول رہا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے صرف موروثی زراعت پیشہ اس کے مستحق سمجھے جائیں اور وہ اشخاص جو موروثی زراعت پیشہ نہیں ہیں بالخصوص وہ لوگ جن کا پیشہ ساہوکاری ہے اس میں شامل نہ کئے جائیں۔

خارج کردہ طبقے۔

اس تخصیص کے مطابق مسلمانوں میں روہیلوں، کابلیوں، افغانوں، پٹھانوں، میمنوں اور بوہروں کو ان گروہوں میں شامل نہیں کیا گیا کیونکہ بالعموم یہ لوگ غیر زراعت پیشہ ہیں اور زیادہ تر تاجر اور ساہوکار ہیں۔ اسی طرح ہندوؤں میں بھی مارواڑیوں، کومٹیوں، برہمنوں، کلالوں، راجپوتوں، جاٹوں اور گوجروں کو شامل نہیں کیا گیا جو عام طور سے زراعت پیشہ نہیں ہیں، اور ان میں اکثر کا پیشہ ساہوکاری اور تجارت ہے۔ چونکہ یہ لوگ خود اپنے مفاد کی حفاظت کر سکتے ہیں اس لئے ان کو ہندو طبقے میں سے منتخب کردہ گروہوں میں شامل نہیں کیا گیا۔ در حقیقت جاہل اور ناتجربہ کار زراعت پیشہ اشخاص کو غیر زراعت پیشہ ساہوکاروں اور تاجروں کے جاری کردہ استحصال سے محفوظ رکھنا مقصود ہے اور اسی بنا پر حکومت انتقال اراضی کے بارے میں یہ پابندیاں عائد کرنے پر مجبور ہو گئی۔

اہم خصوصیت۔

انتقال اراضی کے ضمن میں اس قانون کے تحت جو پابندیاں عاید کی گئی ہیں ان کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ مخصوص کردہ زیر حفاظت زرعی طبقے کا کوئی فرد تعلقدار کی منظوری کے بغیر صرف اپنے طبقے میں ہی اپنی اراضی کو مستقل طور پر منتقل کر سکے گا، بشرطیکہ انتقال اراضی کے بعد بھی اس کے پاس کم از کم پچاس روپے مالگزاری کی زمین باقی رہ جائے۔ مزید برآں یہ بھی شرط رکھی گئی ہے کہ منتقلی کے وقت منتقل الیہ کے قبضہ میں سالانہ پانچ سو روپے یا اس سے زیادہ لگان کی زمین نہ ہو۔ اس شرط کا مقصد یہ ہے کہ زیر حفاظت طبقوں میں بھی کسی ایک طبقے کو دوسرے طبقے کا استحصال کرنے کی اجازت نہ ہو اور کسی زیر حفاظت طبقے کے بڑے کاشتکار چھوٹے کاشتکاروں کی زمین جذب نہ کر سکیں۔ موخر الذکر شرط حیدرآباد کے قانون کی ایک نمایاں خصوصیت ہے جو پنجاب کے قانون میں موجود نہیں اور مذہب اور فرقے کی کسی تخصیص کے بغیر تمام طبقوں نے اس شرط کو پسند کیا ہے۔ اس کے علاوہ اراضی کی مستقل منتقلی کے لئے تمام صورتوں میں اول تعلقدار کی منظوری حاصل کرنا لازمی ہے۔

پابندیوں کا نفاذ۔

حسب ذیل تفصیل سے ان پابندیوں کے نفاذ کی مزید صراحت ہوتی ہے۔

(۱) کمالو جو کہ ہندو زیر حفاظت طبقے میں شامل ہے تعلقدار کی منظوری حاصل کئے بغیر کسی مارواڑی، برہمن، روہیلہ، عرب، کومٹی یا کسی اور ایسے طبقے کے اشخاص کے نام زمین منتقل نہیں کر سکتا جو کہ زیر حفاظت طبقوں میں شامل نہیں (۲) اسی طرح تعلقدار کی اجازت کے بغیر وہ اپنی زمین کسی مسلمان یا آدی ہندو یا قدیم باشندے یا دیسی عیسائی کے نام منتقل نہ کر سکے گا کیونکہ زیر حفاظت ہونے کے باوجود ان کا تعلق دوسرے طبقے سے ہے۔ (۳) اور اسی طرح تعلقدار کی منظوری کے بغیر وہ اپنی زمین خود اپنے گروہ یا کسی اور زیر حفاظت ہندو گروہ کے کسی فرد کے ہاتھ منتقل نہ کر سکے گا۔ اگر منتقل الیہ کے پاس سالانہ پانچ سو روپے یا اس سے زیادہ مالگزاری کی زمین موجود ہے یا اراضی منتقل کرنے والے شخص کے پاس کم از کم سالانہ پچاس روپے مالگزاری کی زمین باقی نہیں رہ جاتی۔

حکومت کی نیک نیتی

مندرجہ بالا صراحت کے تحت قانون انتقال اراضی کے صرف ایک پہلو یعنی دائمی انتقال اراضی پر عائد شدہ پابندیوں پر بحث کی گئی ہے۔ تاہم ہر ایک انصاف پسند اور غیر جانبدار شخص کو حکومت سرکار عالی کی ان مخلصانہ کوششوں کا قائل بنا دینے کے لئے کافی ہے جو وہ موروثی زراعت پیشہ اشخاص کی زمینوں کو خود ان کے قبضہ میں محفوظ رکھ کر ان کی فلاح و بہبود کی غرض سے کر رہی ہے۔ یہ امر بہت ہی افسوسناک ہے کہ ایسے مفید اور قابل تعریف کام پر بھی غیر ذمہ دارانہ اور بے بنیاد تنقید کی جاتی ہے اور ایک اخبار کے مندرجہ اقتباس سے تو پڑھنے والا اس غلط خیال میں مبتلا ہو جائے گا کہ حکومت سرکار عالی کے جاری کردہ غالب احکام کے تحت مسلمانوں کو خاص طور سے زرعی اراضی کی خریداری سے محروم کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ روہیلوں، عربوں، پٹھانوں، میمنوں، بوہروں، مارواڑیوں، کومٹیوں، کلالوں، گوجروں، جاٹوں، راجپوتوں اور دوسرے متعدد طبقوں کی طرح برہمنوں کو بھی ۱۳۴۰ف میں جب کہ ضوابط انتقال اراضی نافذ ہوئے تھے زیر حفاظت گروہوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا اور اس کے بعد سے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

اس ضمن میں اس امر کو واضح کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ممالک محروسہ کے تخصیص کردہ زیر حفاظت طبقوں میں ہندوؤں کی عظیم اکثریت ہے اور نتیجتاً قانون انتقال اراضی سے لازمی طور پر وہی سب سے زیادہ مستفید ہو رہے ہیں۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

کیمپنی ساہوکاران کے معتمد مسٹر ملکشی نو اس جبر وال نے شکر خورد کی قلت سے متعلق جو صحافتی بیان جاری کیا تھا اس کا آخری حصہ یہ ہے :-

"آخر میں معتمد ساہوکاران کی حیثیت سے اس امر کو اظہار بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت ملک اور قوم کی خاطر ساہوکاروں نے نمایاں ایثار سے کام لیا ہے اور آئندہ بھی بوقت ضرورت وہ اپنے اس فرض سے کبھی تغافل نہیں برتیں گے"

ملک اور قوم پر آپ کے احسانات کا جس قدر بوجھ ہے محتاج بیان نہیں۔ اب صرف دریافت طلب امر یہ ہے کہ ساہوکاروں کے اس نمایاں ایثار میں کیا نفع اندوزی' اجناس خوردنی کا اخفا' اور بیجا خود کو جمع کرنا اور گلانا بھی شامل ہے ؟

واشنگٹن کی ایک اطلاع ہے کہ امریکہ کے ایک کارخانۂ طیارہ سازی میں کام کی توسیع کے لئے ایک اسکیم تیار کی گئی ہے جس کی رو سے کالج کی تعلیم یافتہ لڑکیاں آٹھ سو کی تعداد میں منتخب کی گئی ہیں تاکہ انھیں ہوائی جہاز کے انجینیر بنایا جائے۔ (نیویارک ٹائمز)

ہمارے ایک معاصر کا خیال ہے کہ یوں بھی کالج کی تعلیم یافتہ لڑکیاں زمین پر رہ کر ہوا میں اڑا کرتی ہیں اب معلوم نہیں ہوا میں رہ کر کیا کیا نہ کریں گی۔

"گولکنڈہ پتریکا" نے نواب علی یار جنگ بہادر کے خطبہ صدارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

ہمیں نواب صاحب کے خیالات سے اتفاق ہے مگر دو تین امور میں ہم متفق نہیں بالخصوص اردو سے متعلق ہے۔ اردو کے سرکاری زبان ہونے پر ہمیں اعتراض نہیں ہم بھی اس کی ترقی کے پرجوش حامی ہیں۔ اگر اردو کو اعلیٰ ثانوی جماعتوں اور اس سے اوپر ذریعہ تعلیم بنایا جائے یا دفاتر میں اردو کو استعمال کیا جائے تو ہمیں اعتراض نہیں۔ لیکن ہماری خواہش ہے کہ مقامی زبانوں کو بھی اردو کے برابر جگہ دی جائے۔ ہماری خواہش صرف یہ ہے کہ اردو کو صرف وہی جگہ دی جائے جو برطانوی ہند میں انگریزی کو دی گئی ہے۔

ہماری بھی یہی رائے ہے کہ تمام دفاتر کو مقامی زبانوں میں منتقل کر دیا جائے اور نظم و نسق ان لوگوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے جو صرف مقامی زبانیں جانتے ہوں۔ اس کے بعد اردو رہے گی نہ اردو جاننے والے' اور نہ اردو کے خلاف شور مچایا جائے گا۔

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

حکومت سرکارِ عالی کے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ بعض حلقوں میں ان رقوں کی حفاظت اور سلامتی کے متعلق کچھ غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے جو پبلک نے حیدرآباد اسٹیٹ بنک میں جس کو حکومت سرکارِ عالی کی سرپرستی میں قائم کیا گیا ہے جمع کی ہیں۔ (معلومات عامہ)

غلط افواہیں پبلک میں پھیل گئی ہیں تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے ؟ اگر پبلک میں شعور ہوتا تو اپنی رقمیں غیر محفوظ اور غیر رجسٹر شدہ بنکوں میں کیوں جمع کرتی۔

سوئٹزرلینڈ میں سر آغا خاں کے سرمائی مکان پر جہاں وہ آج کل مقیم ہیں ڈاکوؤں نے اچانک دھاوا کیا اور چاندی کے ظروف کے علاوہ اغذیہ کی ایک بڑی مقدار کا سرقہ کیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کے ڈاکو بھی مہمان نواز ہوتے ہیں ورنہ سر آغا خان کے مکان سے ظروف اور اغذیہ کا سرقہ نہ کرتے۔

گلبرگہ کے حالیہ لوٹ مار کے واقعات پر "ناقابلیت" کے عنوان کے تحت مسٹر نرسنگ راؤ ایڈیٹر "رعیت" نے ایک مضمون میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

"جو لوگ لوٹ مار کے مرتکب ہوئے ہیں وہ یقیناً قابل رحم ہیں۔ افلاس اور غربت اس کے ذمہ دار ہیں ...... موجودہ مقامات ہنگام جو تھا ان سب نے مل کر شدت پیدا کر دی جس سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ ہم ذرا سی غیر معمولی صورت حال کا بھی مقابلہ کرنے کے کس طرح ناقابل ہیں"

کرناٹک کانفرنس کی مجلس عاملہ نے اپنے ایک جلسہ میں جو ابھی حال میں بمقام گلبرگہ منعقد ہوا تھا یہ قرارداد منظور کی ہے :-

"عالی جناب مسٹر امیر علی خاں بی۔ سی۔ ایس صوبہ دار گلبرگہ شریف نے اضلاع رائچور اور گلبرگہ شریف کے چند تعلقوں میں اگلزاری برآئندہ فرما کر چند کار ہائے امدادی کے آغاز کے لئے حکم صادر فرمایا ہے۔ اس اہم اور موقتی امداد و رعایت کے متعلق جلسہ عالی جناب صوبہ دار صاحب ممدوح کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے"

مسٹر نرسنگ راؤ کے مضمون اور اس قرارداد کو پڑھنے کے بعد ایک پرانا مقولہ یاد آرہا ہے۔ "ندی گشت گراہ جست"

اساتذہ کی کانفرنس میں جو گذشتہ ہفتہ نامپلی ہائی اسکول میں منعقد ہوا تھا صدر جلسہ نے فرمایا کہ :-

بالعموم یہ شکایت ہے کہ اساتذہ تعلیم دینے میں اتنی دلچسپی کا اظہار نہیں کرتے جتنی کہ درکار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں اکثر خانگی اداروں میں کام کرتے ہیں دوسرے کثرت سے ٹیوشن کرتے ہیں۔

بڑی بڑی تنخواہیں پانے کے بعد ٹیوشن لینا مدرسین کے شایان شان نہیں۔ کیوں نہ اس پاداش میں مدرسین کی آدھی تنخواہ گھٹا دی جائے ؟

ایک سرزندگی بلدیہ کی اس تحریک پر غور کرنے کے لئے کہ "زندگی کی ضرورتوں اور کھانے پینے کی چیزوں کی مہنگائی کا حل تلاش کیا جائے" مجلس بلدیہ کا اجلاس خاص طلب کیا گیا تھا لیکن نصاب پورا نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی ہوگیا۔ (ایک خبر)

نصاب پورا نہ ہونے کی وجہ بعض حضرات یہ بتاتے ہیں کہ ایسے مسائل پر ان شہر کے حدود فکر و عمل سے باہر ہیں لیکن ہمارے نامہ نگار خصوصی کی اطلاع ہے کہ پدران شہر "حل" کی تلاش میں پر جامشتل کے دفتر اور "بیت الامت" کے احاطہ میں سرگرداں ہیں اس لئے نصاب کی تکمیل نہ ہو سکی۔

مجلس قیام امن کا ایک غیر معمولی جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں ریلوے کی ہڑتال کے مسائل پر غور کیا جائے گا۔ (ایک خبر)

ہم اس خبر کو باور کرنے تیار نہیں کیونکہ قائدین نے کہہ دیا ہے کہ ملک میں فی الحال تخریبی کا وجود ہی نہیں ہے۔ اور قائدین کبھی غلطی نہیں کرتے۔

جنگ روس و جرمن کے سیاسی اور فوجی نتائج

سوویٹ یونین کے شعبہ اطلاعات نے ۲۱ جون ۱۹۴۲ء کو ایک اعلان جاری کیا تھا جس میں سوویٹ یونین کی طرف سے جنگ آزادی کے سیاسی اور فوجی نتائج کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

اعلان میں ہٹلری جنگ کے متعلق جو پیشین گوئیاں کی گئی ہیں وہ گزشتہ سال کی جنگ کے دوران میں بالکل سچی ثابت ہوئی ہیں جیسا کہ اعلان میں بتایا گیا ہے۔ ہٹلر نے اپنی فوجی مجبوریوں کے باعث اس سال ایک نہایت ہی تنگ محاذ چن کر لال فوج کو شکست دے کر تیل کے چشموں اور قفقاز کی کانوں پر قبضہ کرنا، جنوبی والگا پہنچ جانا اور بحر کیسپین اور بحر اسود کے ساحلی علاقوں پر قبضہ کر لینا اس کا خاص فوجی مقصد تھا۔ وہ اس مقصد کو مغربی یورپ میں دوسرا محاذ قائم ہونے سے پہلے ہی حاصل کر لینا چاہتا تھا۔

دوسرا محاذ اب تک قائم نہیں ہوا ہے تاہم ہٹلری منصوبے محاذ ستالین گراڈ، قفقاز کے دامن اور بحر اسود کے ساحل پر خاک میں مل رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سال ۱۹۴۲ء کے آخر میں جرمن سامراج کے فوجی منصوبوں کی مکمل ناکامی کا حال پوری طرح ظاہر ہو جائے گا۔ جاڑے آ رہے ہیں اور جب ہٹلر کی فوجیں تیل کے چشموں اور کاسپین کے کناروں تک پہنچنے کے بجائے استالن گراڈ کی شعلہ بار جنگ میں الجھی ہیں یا کوہستان قفقاز کے دامنوں میں برف اور اولے کی بارش میں پھنس گئی ہیں۔ متحدہ اقوام کا فوجی اور سیاسی تعاون روز بروز بڑھ رہا ہے اور وہ وقت دور نہیں جب کہ فرانس میں عوام کے غم و غصہ کی چنگاریاں بھڑک کر ایک شعلہ بن جائیں گی۔ ۱۹۴۲ء میں دنیا ایک طرف ہٹلری استبداد اور جبر کی تباہی و بربادی کا اور دوسری طرف سوویٹ یونین اور اس کی جری اور بہادر لال فوج کی رہنمائی میں اقوام عالم متحدہ کی آزادی کا تماشا دیکھیں گی۔ (اڈیٹر)

سوویٹ یونین پر غدارانہ حملہ کرتے وقت ہٹلری حکمرانوں کو یقین تھا کہ وہ برطانیہ اور امریکہ کو ملا کر سوویٹ یونین کے خلاف ایک عالمگیر فوجی اور سیاسی محاذ قائم کریں گے۔

اور اس طرح سوویٹ یونین کو دنیا کی دوسری ریاستوں سے بالکل علیحدہ کر دیں گے۔ چنانچہ سوویٹ یونین پر حملہ کے موقع پر ہٹلر نے ہس (نازی پارٹی کا ایک نہایت بااثر رکن) کو اپنا ایلچی بنا کر برطانوی سرمایہ داروں کے دربار میں بھیجا، جنہیں اب تک وہ اپنے ٹوڈیوں اور اخبارات میں طرح طرح کی گالیاں دیتے رہے تھے۔ ہس کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ برطانیہ اور امریکہ کے سیاسی رہنماؤں کو لال خطرہ (بالشوزم کا خطرہ) کے افسانے سنا کر خوفزدہ اور ہراساں کر دے۔

ملکوں کے حاکم طبقوں کو سوویٹ یونین کے خلاف جنگ میں شریک ہونے پر آمادہ کرے لیکن ہٹلری سازشوں کی اس کوشش کا انجام کیا ہوا۔ ہٹلری منصوبہ بر حقیقت میں ہی نہیں کامیابی کی طرح ہوتی۔ برطانیہ اور امریکہ نے سوویٹ کے دشمن کی کیمپ میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ ہٹلری جرمنی کو برطانیہ اور امریکہ کی دوستی اور ہمدردی حاصل ہونے کے بجائے ان کی کھلم کھلا دشمنی مول لینا پڑی۔ اور برطانیہ نے پہلے سے بھی زیادہ سختی سے اس کے خلاف جنگ بحری شروع کر دی۔

برطانیہ، امریکہ اور سوویٹ یونین جرمنی کے خلاف آزادی پسند عوام کے کیمپ میں صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ جنگ میں سوویٹ یونین برطانیہ اور امریکہ کا تعاون رفتار جنگ کے ساتھ ساتھ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ اور آج ایک بہت بڑی قوت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ ۲۶ مئی کو لندن میں برطانیہ اور سوویٹ یونین کے درمیان اور ۱۱ جون کو واشنگٹن میں سوویٹ یونین اور امریکہ کے درمیان جو معاہدے ہوئے ہیں وہ ہٹلری جرمنی کی تقدیر پر شکست اور زوال کی مہر ثبت کر چکے ہیں۔ یہ حقیقت سب پر ظاہر ہو چکی ہے کہ یورپ میں ۱۹۴۲ء میں دوسرا محاذ قائم کرنے کی ضرورت پر کامل اتفاق ہو چکا ہے۔

دنیا کے آزادی پسند عوام کو علیحدہ علیحدہ ایک ایک کر کے شکست دینے کی پالیسی بہت بری طرح ناکام ثابت ہوئی۔

اسی پالیسی کا انجام ہے کہ آج ہٹلری جرمنی کے خلاف ایسے طاقتور ملکوں کا محاذ قائم ہو گیا ہے جنہیں لامحدود جنگی وسائل، صنعت، غذائی چیزیں، جسمانی قوت وغیرہ حاصل ہیں۔ یہ نہایت ناقابل تسخیر محاذ ہے۔

لال فوج کے عقب کے متعلق بھی ہٹلریوں کا اندازہ غلط ثابت ہو چکا ہے اور اسی اندازہ کی بنیاد پر بنائے ہوئے منصوبے بھی ناکام ہو چکے ہیں۔ اپنی مجرمانہ فوجی مہم شروع کرتے وقت نازیوں نے خیال کیا تھا کہ سوویٹ ایک غیر مستحکم ریاست ہے۔ اس کی آبادی اور سماجی زندگی فوراً منتشر ہونے لگے گی۔ اور جس طرح انہیں مغربی یورپ میں مسلسل کامیابیاں ہوئی تھیں یہاں بھی وہ لال فوج کی ہمت توڑنے، اخلاقی پستی اور انتشار پھیلانے اور سوویٹ یونین کی تسخیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یہ صحیح ہے کہ جنگ کے ابتدائی دنوں میں لال فوج کو عارضی پسپائی اٹھانی پڑی لیکن ہماری عارضی پسپائی اور ان کی وقتی کامیابی سے سوویٹ کے مزدوروں، کسانوں، اور اہل علم و فن کا باہمی اتحاد اور بھی زور پکڑنے لگا۔

سوویٹ یونین کی مختلف قومیں ایک دوسرے سے اور بھی زیادہ متحد ہو گئیں۔ جرمن منظائیں کو سوویٹ یونین کی ایک قوم کی بھی حمایت حاصل نہ ہو سکی اور نہ ہو سکتی تھی۔ سوویٹ یونین کی تمام قومیں اپنے ملک کی حفاظت میں دل و جان سے مصروف ہیں۔

ہٹلری جواریوں نے سمجھا تھا کہ جنگ چھڑتے ہی اجتماعی کاشتکاری کا نظام منتشر ہونے لگے گا کسان اور مزدور طبقہ اور سوویٹ نظام حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ دنیا جانتی ہے کہ ہٹلری اسکیم کا ایک نقطہ بھی صحیح نہ نکلا۔ ہماری ایک سال کی فسطائی دشمن جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ ہمارا سوشلسٹ نظام معیشت، ہمارا سوویٹ نظام حکومت اور ہماری فوجی اور سیاسی تنظیم کی طرح اسی آزمائش میں سچا اترا ہے نہیں بلکہ اس آزمائش میں سے اور بھی زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو کر ابھرا ہے۔ ایک سال کی جنگ نے سوویٹ یونین کی سیاسی پالیسی کا ٹھیک ہونا بھی ثابت کر دیا ہے۔ سوویٹ حکومت کبھی بھی اس فریب میں نہ تھی کہ فسطائی ہمارے ملک پر حملہ نہیں کریں گے۔ اسی حقیقت بینی کی بنا پر وہ ملک گیری کرنے والی جارحانہ جبر پسند قوتوں کے خلاف دنیا کی آزادی پسند قوتوں کے متحدہ محاذ کی تعمیر کی جدوجہد کرتی رہی۔ اسی خطرہ کے پیش نظر اس نے سوویٹ یونین میں صنعت و زراعت، سائنس اور کلچر کو ہر ممکن طریقے سے فروغ دیا ہے تاکہ ہمارے ملک کی دفاعی قوت منظم اور مستحکم صورت اختیار کر لے۔

اس طرح سوویٹ جرمن محاذ پر فوجی تصادم کے دوران میں جرمن سامراج کے سیاسی منصوبے مکمل طور پر غارت ہو چکے ہیں۔

سوویٹ یونین کی فوجی اور سیاسی تنہائی اور سوویٹ کے عقب میں کمزوری کے متعلق ان کے تمام اندازے غلط نکلے۔

اس سال کی جنگ کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ سوویٹ یونین برطانیہ اور امریکہ کے جنگی تعاون میں ترقی ہوئی ہے۔ باہمی جنگی امداد اور اشتراک عمل بڑھ گیا ہے۔ لال فوج کے عقب کو قوت پہنچی ہے۔ مزدور، کسان اور اہل علم و فن پہلے کی نسبت بہت زیادہ متحد ہو گئے ہیں۔ سوویٹ یونین کی تمام قوموں میں باہمی دوستی، رفاقت اور اتحاد کا جذبہ بڑھ گیا ہے۔

ایک سال کی جنگ کے یہ سیاسی نتائج ہیں۔

فوجی حیثیت سے بھی جنگ کے نتائج جرمنوں کے لئے نہایت مایوس کن ثابت ہوئے ہیں۔ سوویٹ یونین پر فوج کشی کرتے وقت جرمن نازی سامراجیوں کو یقین تھا کہ وہ لال فوج کو ڈیڑھ دو مہینوں میں ختم کر دیں گے۔ لیکن یہ اندازہ بھی غلط نکلا ان کی توقعات کے خلاف جنگ نے طول کھینچا۔

مختصر یہ کہ روسی جرمن محاذ پر ایک سال کی جنگ نے جرمن سامراج کے فوجی منصوبوں کی ناکامی کو بھی واضح طور پر ثابت کر دیا ہے۔ یہ ہیں جنگ کے فوجی نتائج۔ لال فوج نے جرمن فسطائی فوج کو جتنا سخت نقصان پہنچایا ہے اس سے جرمن فوج اور خاص کر کے جرمن قوم کی ہمت ٹوٹ گئی ہے اور اب انہیں نہ ہٹلر کی قیادت پر اعتماد ہے اور نہ فسطائی فوجی کمان پر۔ فتح کی انہیں کوئی امید نظر نہیں آ رہی ہے۔ جرمن قوم اور جرمن سپاہ کو ہٹلر کا یہ وعدہ اچھی طرح یاد ہے کہ گزشتہ ۱۹۴۱ء کے آخر میں جنگ ختم ہو جائے گی۔ اور وہ فاتح بن کر دنیا پر راج کریں گے مگر ۱۹۴۱ء گزر چکا ہے نہ جنگ ختم ہوئی ہے اور نہ ان کی جیت ہوئی۔ اب جرمن قوم سوچتی ہے اور بار بار دہراتی ہے کہ ہٹلر نے قوم کو دھوکہ دیا۔

جرمن سپاہی اور جرمن عوام کو یاد ہے کہ ہٹلر اور اس کے چمچوں نے اکتوبر ۱۹۴۱ء میں اعلان کیا تھا کہ لال فوج تباہ و برباد ہو چکی ہے اس کا کوئی وجود نہیں۔ اب وہ پھر سے سر بھی اٹھا نہ سکے گی۔ مشرقی محاذ پوری طرح سر ہو چکی ہے لیکن تاریخ نے ثابت کر دیا ہے کہ لال فوج نے اپنی تمام طاقت بچا رکھی ہے اور ہٹلر کی مشرقی مہم سرد ہو چکی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہٹلر انہیں دھوکہ دے رہا ہے۔ جرمنی کے باشندے بار بار اور زور زور سے آواز سے کہہ رہے ہیں۔ آج ساری دنیا اور خود جرمن قوم ہٹلر کے دروغ و فریب کا تجربہ سمجھ رہی ہے۔ جرمن عوام کو یہ سمجھنے میں اب ذرا بھی دقت نہیں ہو رہی کہ پروپیگنڈا محض دھوکہ اور فریب ہے۔ انہیں ہٹلر کی بات پر بھی اب اعتبار نہیں آتا۔

ہٹلر کی سازشی گروہ کی رہنمائی اور قزاقی کے لئے جرمن قوم کو اپنے ہزاروں اور لاکھوں فرزندوں کو سویٹ جرمن محاذ پر بھینٹ چڑھانا پڑ رہا ہے۔ جرمن قوم کو روز بروز یقین ہوتا جاتا ہے کہ جرمن کی شکست ناگزیر ہے جرمن فوج کا عقب لٹ رہا ہے۔ نازیوں کے پیچھے ایک بہت بڑی نازی دشمن قوت پیدا ہو رہی ہے سامراجی جرمنی نے جس دن سویٹ یونین پر اس کی آزاد قوموں کو محکوم کرنے آزادی پسند سپوتوں کو موت کے گھاٹ اتارنے اور اس کی کثیر دولت لوٹنے کے لئے حملہ کیا اسی وقت سے ہٹلری ٹکڑیوں کی تنزلی اور تباہی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اس کا ثبوت؟

پہلا ثبوت یہ ہے کہ ہٹلر جرنیلوں کے تمام سیاسی منصوبے درہم برہم ہو چکے ہیں اور سویٹ یونین نے تمام مشکلات و آفات کا کامیابی سے مقابلہ کر لیا ہے اس نے اپنی دفاعی قوتوں کو بڑھایا ہے اور دنیا کی آزادی پسند عوام نے ہٹلری فوج کی شکست کے لئے مناسب حالت پیدا کر دی ہے۔

دوسرا ثبوت یہ ہے کہ سویٹ جرمن جنگ کے دوران میں جرمنی کی قوت روز بروز کم ہوتی گئی ہے اور سویٹ یونین اور اتحادی ریاستوں کی طاقت بڑھتی گئی ہے۔

تیسرا ثبوت ہٹلر سامراجی خیالات کا دیوالیہ پن اور اس کے اشتعال انگیز جھوٹے پروپگنڈوں کی ناکامی ہے یورپ میں نظام نو کے قیام کے فسانے آریائی کو نسل کی برتری کی کہانیاں۔ تہذیب و تمدن کا علمبردار بننے کے دعوے جھوٹے اور بے اثر ثابت ہو چکے ہیں۔ آج دنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ فسطائیت، شہنشاہیت محکومی اور غلامی کی علمبردار ہے وہ مزدور طبقہ اور انسانی ترقی اور آزادی کے دشمن اور تہذیب و تمدن کے مٹانے والے ہیں۔ استبداد اور بربریت کے بد ترین نمونے ہیں ہٹلری جرمنی دنیا کی کثرت کا خونی دشمن ثابت ہو چکا ہے۔

چوتھا ثبوت جرمن فوج کے عقب کا ٹوٹنا یورپ میں بغاوت کا دور بڑھنا اور خود جرمنی کا روز افزوں اندرونی انتشار ہے جس کی رفتار روز بروز تیز ہوتی جاتی ہے کیونکہ جرمن سامراج نے اب تک جن جن قوموں کو محکوم بنا لیا ہے ان میں غدر اور بغاوت کی روح بیدار ہو رہی ہے۔ ہٹلری جنگ کی مصیبتوں کا شکار ہو کر وہ جنگ کی مخالفت کر رہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہٹلری جنگ جرمن سرمایہ داروں کے مفاد کے لئے لڑی جا رہی ہے۔

پانچواں اور آخری ثبوت یہ ہے کہ جنگ کی صورت حالی نئی نہج سویٹ یونین برطانیہ اور امریکہ کے روز بروز موافق ہوتی جا رہی ہے۔ جنگ جرمنی اور اس کے ماتحت گرگوں کے خلاف صورت اختیار کر رہی ہے۔ جرمن فسطائی جتھوں کے خلاف جاری ایک سال کی جنگ کے سیاسی اور فوجی نتائج یہ ہیں۔ (قومی جنگ)

ہندوستان کو خطرہ اب بہت کم ہے

جنرل ویول کا بیان

"ہندوستان کو خطرہ ۱۲ ماہ قبل کے مقابلہ میں اب بہت کم ہے اب ہمارا نقطۂ مختلف ہے" جنرل ویول نے گزشتہ ہفتہ جنوبی فوج کے محاذوں کے دوران میں صحافی نمائندوں سے ملاقات میں کہا۔

سپہ سالار کے ہمراہ ایر چیف مارشل سر رچرڈ پیرس ہندوستان کے ہوائی کمانڈنگ افسر تھے۔ جنرل ویول نے کہا کہ اگر جاپانی ہندوستان پر حملہ کی کوشش کریں تو ان کا گرم جوشانہ خیر مقدم کیا جائے گا۔ ان محاذوں میں جو کام ہو رہا ہے وہ درحقیقت اس حصہ دنیا کی دفاعی اسکیم کی آزمائش ہے۔ اور خصوصاً ان مسلح افواج سے جواب ہندوستان کی مدافعت کے لئے آگئی ہیں معاملہ دگرگوں ہے۔ گزشتہ بہار کے بعد جاپانیوں کی متعدد پسپائیاں ہوئی ہیں اس لئے ہندوستان کو خطرہ وہ نہیں رہا جو چند ماہ قبل تھا۔

پوچھا گیا کہ کیا ہندوستانی فوج برابر کوچ کرتی اور کیا بری بحری افواج سے تعاون کریں گے جنرل ویول نے جواب دیا "ہاں ہمیں یہی توقع ہے" حال میں چٹاگانگ پر دھاوے ہوئے لیکن تا حال نقصان غیر معمولی طور پر کم رہا۔ فوجی نقصان عملاً قابل اعتنا۔ غیر فوجی جانی نقصانات بھی بہت کم ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں جنرل ویول نے کہا: "ہم کوئی قاعدہ نہیں بنا سکتے کہ افواج جن مقامات میں بھرتی ہوئی ہوں وہیں ان کو متعین کیا جائیگا افواج اور باشندوں کے باہمی احساسات اور خواہشات بہت اچھی ہے۔"

سلسلہ جاری رکھتے ہوئے سپہ سالار نے کہا "میرا خیال ہے کہ ہندوستانی سپاہیوں کے لئے فوجی ہسپتالوں کی اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں اور ہم جتنے زیادہ ہو سکے ڈاکٹروں کو حاصل کر رہے ہیں۔ ہم سپاہیوں کے لئے بہبود کا انتظام کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں بہت کچھ ہو رہا ہے اس میں ہندوستان کی غیر فوجی آبادی بہت کچھ کر سکتی ہے" پوچھا گیا کہ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ اس ملک کے باشندوں کو تعاون جاپانیوں کی کامیاب مدافعت کے لئے ضروری ہے جنرل ویول نے جواب دیا "باشندوں کو تعاون ضروری ہے اور جتنا زیادہ تعاون ہو بہتر ہے۔"

سوال ہوا "اگر جاپانی سیلون پر حملہ کریں تو کیا آپ کا خیال ہے کہ جنوبی فوج اس کوشش کو ناکام کر دے سکتی ہے؟" میرا خیال ہے کہ ہماری ہوائی فوج اس کا انسداد کرے گی۔ چڑھائی کا خطرہ ۱۲ ماہ قبل کے مقابلہ میں اب بہت کم ہے بہر حال ہم اپنی احتیاطی تدابیر کو کم نہیں کر سکتے میرا خیال ہے کہ اب بھی اس کا امکان ہے کہ جاپانی جن پر دوسرے مقامات پر دباؤ پڑ رہا ہے اس حصہ ملک پر حملہ کر کے توجہ ہٹانے کی کوشش کریں لیکن ہم کچھ ماہ قبل کے مقابل میں اب بہتر طور پر تیار ہیں۔"

دشمن کی آبدوزی سرگرمی کی نسبت انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے اطراف کچھ سرگرمی پائی جاتی ہے۔ لیکن اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو رہا ہے۔ انہوں نے صوبہ مدراس کے بعض حصوں میں قلت بارش کی وجہ سے فصلوں کی ناکامی پر تأثر و اور ہمدردی ظاہر کی۔

اسٹالن گراڈ سے جرمنوں کو چھڑانے کی کوشش

ماسکو ۱۰ دسمبر۔ تازہ ترین روسی اعلامیہ اطلاع دیتا ہے کہ اسٹالن گراڈ میں گھرے ہوئے ساتھیوں کو چھڑانے کے لئے جرمنوں کی مزید بے جگر و ساری کوششوں کو بیکار کر دیا گیا۔ دشمن کو سخت نقصان پہنچایا گیا۔ دشمن کے اطراف پڑے حلقہ کو روسیوں نے مضبوط کر دیا۔ جرمنوں کے دوسرے دفاعی خط پر روسی توپ خانہ نے سخت آتشباری کی اور روسی موٹر سیکل سواروں نے ایک اہم جنکشن پر قبضہ کر لیا۔ جرمنوں کو متعدد دیگر مقامات سے نکال دیا گیا۔

اسٹالن گراڈ کے جنوب مغرب میں کوٹل نیکوو کے اطراف جرمنوں نے اپنے چھوٹی کی پیش قدمی میں اضافہ کرنے کی کوشش میں ... موٹری دستوں اور دبابوں کے ذریعے بھاری حملے کئے۔ لیکن ان تمام کو پسپا کر دیا گیا اور جرمنوں کے ۱۲۰۰ سپاہی کام آئے اور ۲ ہزار زخمی ہوئے اور ۱۹ دبابے تباہ ہوئے شہر اسٹالن گراڈ میں روسیوں نے اپنے مورچوں کو اور بہتر بنا لیا۔

وسطی کاذ پر رزیف کے قریب پھر سے فائدہ اٹھا کر دبابوں کی امانت میں جرمنوں نے متعدد حملے کئے جس میں ان کے ایک ہزار سپاہی ہلاک ہوئے اور ۲۰ دبابے تباہ ہو گئے اس کے بعد بھی انہیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ ویلکی لوکی کے اطراف روسیوں نے اپنے آپ کو مستحکم کر لیا اور ایک دوسرے قصبہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ (رائٹر)

جرمن اعلیٰ کمان کی خاموشی

لندن۔ ۱۰ دسمبر جرمن اعلیٰ کمان نے ۲ دن کی خاموشی کے بعد کل اپنے سامعین کو اطلاع دی کہ روس کی دریائی کی خبر سننے کے لئے تیار کیا گزشتہ دو ماہ کی کمیونکیشنوں کے جرمن نشریئے گو جرمن کہا گیا ہے کہ شمالی افریقہ میں نہیں ہیں لیکن روس سے روس کے جنگی حریفوں اور جالمین نے ثابت بہتر کہ اعلیٰ علم والے کی ستائش کی ایک سامعین کو تو یہ صاف طور پر کہہ دیا کہ روس نے کہا کہ جرمن افواج مستحکم طور پر ہمارے مقابل ہیں اور درست کر کے ... مغرب میں ... دستہ ... مورچوں ...

جدید محاصل اور سرمایہ داروں کا اضطراب

"دکن کرانیکل" کا تبصرہ

یہ ایک فطری بات ہے کہ "مفادات حاصلہ" موجودہ جدید محاصل اور خاص کر انکم ٹیکس کے خلاف اپنی تمام قوتوں کو صرف کیا کریں۔ ان کے اقدام کا یہ ایک جزو ہے کہ صحیح صورت حال کو مبہم بنادیں اس قدر مبہم کہ (جدید محاصل) کی تجاویز کالعدم ہو جائیں۔ مثلاً مسٹر نگلشی (؟) گرنزوال صدر کمیٹی ساہوکاران نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ "انکم ٹیکس کی نسبت قطعی طور پر ابھی کچھ نہیں کیا گیا کسی اسکیم یا تجویز کا اعلان نہیں ہوا اس لئے اس کی نسبت کچھ نہیں کہا جا سکتا"۔ اس کی مزید وضاحت کے لئے انہوں نے ایک اور بیان جاری کیا جس میں کہا گیا ہے کہ "بعض حلقوں میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کمیٹی ساہوکاران و بیوپاریان نے حیدرآباد میں جدید محاصل کے نفاذ کی مخالفت شروع کی ہے ..... گیان باغ کے جلسے کی بناء پر یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے کہ کمیٹی نے جدید محاصل کے نفاذ پر ناراضگی ظاہر کی ہے"۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ آنریبل صدر المہام فینانس نے موازنہ میں انکم ٹیکس کا وضاحت سے ذکر نہیں فرمایا۔ لیکن آپ نے یہ ضرور فرمایا ہے کہ خسارہ کی تلافی ابواب مصارف میں تخفیف اور دوسری تدابیر سے کی جائے گی۔ آپ نے پریس کانفرنس میں یہ بھی واضح کردیا کہ یہ دوسری تدابیر کیا ہیں چنانچہ آپ نے فرمایا تھا کہ "جدید محاصل عائد کرنے کے لئے پبلک کی تائید ضروری ہے"۔ آنریبل مسٹر غلام محمد صاحب نے کمیٹی ساہوکاران سے جو گفتگو فرمائی بدقسمتی سے اس کی تفصیلات حاصل نہ ہو سکیں۔ لیکن جو مختصر رپورٹ شائع ہوئی ہے اور جس کی کوئی تردید نہیں کی گئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر نگلشی گرنزوال نے اپنی انفرادی حیثیت سے اور صدر کمیٹی ساہوکاران کی حیثیت سے یہ کہا تھا کہ "قومی تحریک کے ان کے لئے ساہوکار محاصل ادا کرنے سے گریز نہیں کریں گے بشرطیکہ تخفیف مصارف کے تمام ذرائع اختیار کرنے کے بعد جدید محاصل ناگزیر ثابت ہوں"۔ ان واقعات کی روشنی میں یہ بحث کرنا کہ انکم ٹیکس کی تجویز حکومت کے پیش نظر نہیں ہے بے سود ہے۔

جدید محاصل کے خلاف جو چیز سب سے زیادہ شدت سے پیش کی جارہی ہے وہ بہت ہی کم مکمل ہے یعنی ہماری ریاست کے روایات۔ جیسا کہ آنریبل صدر المہام فینانس نے فرمایا حیدرآباد کا محصلی انتظام ایک تاریخی پس منظر رکھتا ہے اور اس کی نشوونما ایک ایسے قدیم طرز معیشت کی مظہر ہے جس میں مالیات عامہ کے جدید تر تصورات بھی کہیں کہیں شامل کرلئے گئے ہیں۔ اس محصلی نظام کے تحت جو دور ابھی ایک عبوری دور میں ہے محاصل کی تجویزوں کے حق بجانب ہونے کا تعین کرنا یا ان کو معاشری انصاف کے تصور کی کسوٹی پر پرکھنا بہت دشوار ہے۔ اس لئے محاصل عائد کرنے کے جدید مسلمہ نظریات یا معاشری انصاف کے مروجہ تصورات کی روشنی میں ایسے محاصل اور اضافہ آمدنی کے وسائل کو دیکھنا بے نتیجہ ہوگا جن کی گہری جڑیں ماضی سے پیوست ہیں اور ان کی بناء پر چند مضبوط روایات قائم ہوگئی ہیں جن سے ان طبقوں کے محبت و احترام کے جذبات وابستہ ہو گئے ہیں جو ان کے وجود سے استفادہ کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ہماری روایات کی ایک صحیح تصویر ہے لیکن غور طلب نکتہ یہ ہے کہ ان روایات سے "ان طبقوں کے محبت و احترام کے جذبات سے وابستہ ہوگئے ہیں جو ان کے وجود سے استفادہ کرتے ہیں۔ اور اس حد تک دوسرے ان سے نہ محبت کرتے ہیں اور نہ احترام"۔ ہم یہ کہنے میں کسی سے پیچھے نہیں کہ موجودہ انتظامات میں جو چیزیں اچھی ہوں وہ قربان کردی جائیں۔ لیکن ہم یہ بھی کہیں گے کہ جو چیزیں اچھی نہیں ان کو اچھی بنایا جائے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ جو لوگ اونچا مقام رکھتے ہیں وہ غریبوں کے فائدے کے لئے اپنے آپ رضاکارانہ طور پر ٹیکس عائد کریں گے۔ جب روایات سے چند ہی لوگ فائدہ اٹھارہے ہیں تو کیا ہمارے معاشی ہیئت کو اس طرح بدلنا ضروری نہیں ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ تعداد کو زیادہ فائدہ پہنچے؟

قدیم معاشی نظام سے آج کون سے طبقے فائدہ اٹھا رہے ہیں، یہ رائے عامہ ان طبقوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتلاتی ہے جس سے ان طبقوں کی قوت اور اثر کا ثبوت ملتا ہے۔ ان طبقوں نے اپنی رائے ظاہر کرنے کے بجائے سکوت اختیار کرنا بہتر سمجھا تاکہ تنقید و تبصرہ سے محفوظ رہیں۔ لیکن واقعات کے جانچنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مخالفت پیش قدمی جاگیرداروں کی طرف سے ہوگی۔ حیدرآباد کی تاریخ نے امرا اور جاگیرداروں کو ایک خاص اہمیت عطا کی ہے۔ ممالک محروسہ کا تقریباً ½ حصہ ان کے تحت ہے۔ اسی اہمیت کی وجہ سے ان کو موجودہ مجلس وضع قوانین اور مجلس جدید میں نشستیں دی گئی ہیں (اور ایسی نمائندگی سے عوام محروم ہیں) اور اسمبلی قائم ہونے والی ہے اس میں بھی مستاجروں اور جاگیرات کو نمائندگی دی گئی ہے ...... ہم یہ تسلیم کرنے تیار نہیں کہ ہمارے امرا جو روایات کی تاریخ میں شاندار حصہ لے چکے ہیں جدید محاصل کی تائید میں علاقۂ خالصہ کے باشندوں سے پیچھے رہیں گے۔

مفادات حاصلہ کی نمائندگی کرنے والا دوسرا طبقہ ساہوکاروں کا ہے۔ امرا کی طرح اس طبقہ کو بھی مجلس وضع قوانین اور مجلس جدید میں نمائندگی حاصل ہے۔ ہماری ہیئت اجتماعی میں ساہوکاروں کا اہم حصہ ہے۔ ہم مسٹر گرنزوال کے بیان کے باوجود جو تضاد سے مملو ہے، رائے صاحب پنالال لاہوٹی صدر کمیٹی ساہوکاران کے اس بیان کو ترجیح دیتے ہیں کہ تاجروں کا طبقہ حکومت سے اشتراک عمل کرے گا اور حکومت کی مدد کرے گا۔ اس بیان کو ترجیح دینے میں ہمیں حقیقی مسرت ہوتی ہے کیونکہ ساہوکاروں کی حب الوطنی یہاں اور برطانوی ہند میں مشہور ہے۔

مفادات حاصلہ کی تیسری قسم ریاست کے کارخانہ دار ہیں جو تعداد میں تھوڑے ہیں۔ ان کو تین اسباب کی بناء پر عروج حاصل ہوا ہے ایک تو حکومت کی صنعتی پالیسی ہے جو صنعتی ٹرسٹ فنڈ کے ذریعہ ان کی سرپرستی کررہی ہے دوسرا سبب جنگ ہے جس کی وجہ سے کارخانوں میں چوبیس گھنٹے کام ہورہا ہے اور تیسرا سبب انکم ٹیکس کی عدم موجودگی ہے۔ مگر یہ حالات ہمیشہ باقی نہیں رہیں گے۔ جنگ کے بعد حکومت کو صنعتی پالیسی بدلنی پڑے گی اور ہماری صنعتوں کو برطانوی ہند سے مقابلہ کرنا پڑے گا اور معاشی کساد بازاری جدید محاصل عائد کرنے پر مجبور کردے گی۔

حیدرآباد چیمبر آف کامرس آنریبل صدر المہام فینانس سے تبادلہ خیالات کرنے والا ہے اور ہمیں توقع ہے کہ چیمبر آف کامرس اس بات کو فراموش نہ کرے گا کہ متعدد جدید کمپنیوں کے سرمایہ میں پچاس فی صد حصص حکومت کے ہیں اور اسی لئے بجائے انکم ٹیکس یا دیگر محاصل اس آمدنی سے اور کئے جانے چاہئیں جو پبلک سے حاصل کی جاتی ہے۔

غریب اور متوسط طبقہ کیلئے معیاری کپڑے کی سپلائی

حیدرآباد ۱۰ دسمبر۔ غریب اور ادنیٰ متوسط طبقہ کے لئے معیاری کپڑا حیدرآباد میں معلوم ہوا ہے کہ جنوری سے ملنے لگے گا۔ اس کپڑے کی فراہمی اور تقسیم ایک کل ہند اسکیم کے تحت عمل میں آئے گی۔ اس سلسلہ میں تفصیلی انتظامات ابھی زیر غور ہیں۔ لیکن ایک اہم بات [illegible] ہے وہ یہ کہ ہندوستان کی صنعت پارچہ بافی کے مراکز نے معیاری کپڑے کیلئے حکومت ہند کی جانب سے بعض ہدایات کے علاوہ ریاستوں کو ان کا مناسب حصہ فراہم کرنے کے مقصد سے جو آرڈر دیا گیا ہے وہ ان صنعتوں کے مراکز نے قبول کرلیا ہے۔

معیاری کپڑے کی سربراہی کی کل ہند اسکیم کو [illegible] مجلس مشاورت نے تیار کیا ہے۔ جو ملک کے صنعتی کارخانوں اور اداروں کو قبول [illegible] حیدرآباد [illegible]

مجلس مشاورت [illegible] جنوری میں [illegible] اعلان [illegible] اس اسکیم کو [illegible] نافذ کرنے کا فیصلہ [illegible]

معیاری کپڑے کی قیمت فروخت [illegible] سارے ملک میں ایک ہی قیمت کے [illegible]

(اسوسی ایٹیڈ پریس)

برطانیہ کی ہندوستانی پالیسی پر سر تیج بہادر سپرو کی نکتہ چینی

الہ آباد ۱۰ دسمبر۔ سر تیج بہادر سپرو نے غیر جماعتی کانفرنس کی مجلس قائمہ کی جانب سے ایک بیان جاری کیا ہے جس میں وہ یہ کہتے ہیں کہ ممتاز برطانوی مدبرین کی حالیہ ہندوستانی تقریروں سے ایک چالاک پروپیگنڈے کی بو آتی ہے جو اس منصوبے سے جاری کیا گیا ہے کہ متحدہ اقوام بالخصوص خیر کرنے والے ارکان امریکہ اور ہمدردی رکھنے والے چینیوں کو اس جانب راغب کر لیا جائے کہ ہندوستان کی بے چینی کی اصل وجہ اہل ہند کی نسلی، مذہبی، تمدنی اور سیاسی نظریے کے تفاوت ہیں نہ کہ حقیقی اقتدار سے دستبرداری کرنے کے بارہ میں برطانیہ کا پس و پیش۔

بیان میں آگے چل کر کہا گیا ہے کہ "سیاسی اور نظم و نسق دونوں اقتدارات کا حقیقی مخزن برطانیہ ہے جنگ چھڑنے کے جب سے اس اقتدار میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ چھ صوبجات کا دستور معطل کیا گیا جہاں انگریز گورنروں کو کلی اقتدار حاصل ہے۔ جنگ کی وجہ سے ہی وائسرائے کو اختیار اور بغیر تحقیقات کے نظر بند کرنے کے وسیع اختیارات حاصل ہو گئے ہیں۔ بہت بڑی حد تک قانون کی حکومت کی جگہ آرڈیننس کی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ تقریباً ایک سو سال قبل حکومت ہند کی ذمہ داری کو تاج نے قبول کرتے وقت جو دستوری پوزیشن تھی آج بعض اہم امور میں وہ دستوری پوزیشن بدتر ہے۔ گورنر جنرل آرڈیننسوں کے جاری کرنے کا جو اختیار حاصل ہوا ہے اس کے سبب سے مقننہ اور اگزیکٹو کونسل کی پوزیشن نہایت بری طور پر متاثر ہو گئی ہے۔ زیادہ زور اس پر دیا جاتا ہے کہ اگزیکٹو کونسل میں ہندوستانیوں کی اکثریت ہے مگر مالیہ کوتوالی اور امور خارجہ اور جنگی حمل و نقل جیسے اہم محکمہ جات پر انگریز اراکین قابض ہیں۔ کونسل کے ہندوستانی اراکین نے پبلک طور پر بیان کیا ہے کہ اہم سیاسی سوالات پر بحث کرنے کی ابتدا صرف گورنر جنرل کے جانب سے ہی کی جا سکتی ہے۔ اس قسم کے اقبال اور عام صورت حال کی وجہ سے کونسل پر عوام کا اعتماد متزلزل ہو گیا ہے جو ملک کی آزادی کے تعلق سے حکومت کی پالیسی کو ڈھالنے کے بارے میں بالکل بے اختیار ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کونسل کے اراکین کے ساتھ محکمہ جات کے اعلیٰ عہدہ داروں کی حیثیت سے سلوک کیا جاتا ہے جن کو سیاسی مسائل پر کوئی فیصلہ کن حصہ حاصل نہیں ہے۔ حکومت برطانیہ نے سیاسی سمجھوتے کے لئے سہولتیں پیدا کرنے کی کوئی تدبیریں اختیار کرنے سے انکار کیا ہے کیا وہ اب بھی صاف طور پر اس کا اعلان کرے گی کہ اگر کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو وہ اقتدار سے دستبرداری اختیار کرے گی تاکہ ہندوستان وہی پوزیشن حاصل کرے جو آسٹریلیا کو حاصل ہے۔"

بیان میں آگے چل کر یہ کہا گیا ہے کہ اگر حکومت ... دس مجد مصر ہے کہ ... ایک متفقہ مطالبہ پیش کریں تو وہ اس میں اور ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کارگزار صدر ہندو مہاسبھا اور مسٹر راجگوپال اچاری سابق وزیر اعظم مدراس جیسے پبلک افراد کو جیل میں گاندھی جی سے ملاقات کرنے کی اجازت دینے سے انکار کرنے ان دونوں میں کس طرح مفاہمت قائم ہو سکتی ہے؟ اگر ارادہ یہ ہے کہ دوران جنگ میں کانگریس کے ساتھ باغیوں کی ایک جماعت کا سا سلوک کیا جائے تو ہندوستانی زندگی کے بڑے عناصر میں باہمی سمجھوتے کے تمام تذکروں کو اس وقت چھوڑ دینا چاہیئے۔"

بیان میں مزید یہ کہا گیا ہے کہ انفرادی قصور کا لحاظ کئے بغیر اجتماعی جرمانوں کا عائد کرنے سرسری طور پر ان کو وصول کرنے اور صرف ایک فرقے پر ان جرمانوں کو عائد کرنے ان تمام سے ناانصافی کا ایک تلخ احساس پیدا ہو گیا ہے۔ موجودہ پالیسی نے مایوسی اور ناراضی کا ایک سخت اور زبردست جذبہ ملک میں پیدا کر دیا ہے۔ موجودہ حالات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محض تدبر کی کمی ہی نہیں ہے بلکہ قابلیت کی بھی کمی ہے۔ گورنمنٹ نے دوران جنگ میں جو صنعتی پالیسی اختیار کی ہے اور مناسب قیمتوں پر کافی اجناس خوراک لوگوں کو فراہم کرنے میں اس کی ناکامی ان تمام کی وجہ سے حکومت اس نازک زمانہ میں قوم کو متاثر کرنے والے اہم امور میں ناکام رہی۔ یہاں تک کہ جو لوگ انتہا پسندانہ پالیسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے وہ بھی غیر مطمئن ہیں اور یہ محسوس کر رہے ہیں کہ حکومت کی کوئی معین پالیسی نہیں ہے۔ برطانیہ ہندوستان کی دوستی کو اس طرح کا ذکر کرکے حاصل نہیں کر سکتا کہ برطانوی تعلق کی تاریخ میں اس ملک میں سابق کے کسی زمانہ کے مقابلہ میں اس وقت برطانوی افواج کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ مگر یہ دوستی جنگ کے دوران میں ہندوستانیوں کے حق میں اقتدار کا بہت بڑا حصہ منتقل اور اس طرح ہندوستانیوں کو اس کا قائل کرا کر حاصل کی جا سکتی ہے کہ برطانوی حکمران خلوص سے یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان آزاد اور خود مختار ہو۔

---

۴۴ کے مطابق عمل میں آئی ہے اور وزن و ترکیب وغیرہ بھی رکھی گئی ہے ... کی ایک ... کی نسبت ضروری اعلان جلد ادا کیا جائے گا۔

دار المطالعہ و کتب خانہ عام نامپلی

(زیر نگرانی ...)

دار المطالعہ و کتب خانہ نامپلی میں ناظرین کی غیر معمولی تعداد ہے اتنی زیادہ کہ اور دوسرے سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں یہ تعداد نہیں ہے۔ یعنی ادارہ ہذا کا اچانک معائنہ فرمایا ہے اور جن کے تاثرات تحریری طور پر بطور وثیقہ موجود ہیں۔ یہ پورے شمار ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اقتباسات ہیں لئے جا رہے ہیں۔ ناظرین کی اس غیر معمولی تعداد کی وجہ اس کا محل وقوع بھی ہے کیونکہ اس ادارہ کو درگاہ حضرت یوسفین کے زیر سایہ ہونے کا شرف حاصل ہے جہاں کہ ہزارہا زائرین حاضر ہوتے ہیں اور لگے ہاتھ یہ علمی مواد سے مستفید ہوتے ہیں۔ ۱۳۵۱ف ... ناظرین کی تعداد علی الترتیب (۵۰۰۹ ...) ہوئی جن کے ماہانہ نقشے بالتفصیل ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔ ان نقشوں کے دیکھنے سے یہ اندازہ بآسانی ہو سکے گا کہ کتنے ناظرین کتب کا مطالعہ کرتے ہیں اور کتنے اخبارات کا مطالعہ کرتے ہیں اور یہ مطالعہ کن کن اوقات میں ہوتا ہے۔

دار العوام میں مسٹر چرچل کا بیان

لندن ۱۰ دسمبر۔ کل دار العوام میں مسٹر چرچل نے یو بوٹوں کے خلاف برطانوی حکمت عملی کی تفصیل بیان کی۔ انہوں نے اس پر زور دیا کہ یہ کارروائی بحیثیت وزیر دفاع ان کی ذمہ داری کے تحت اختیار کی گئی ہے۔ انہوں نے یاد دلایا کہ سال گذشتہ فروری میں انہوں نے اینٹی یو بوٹ کمیٹی کی ترتیب دی تھی۔ گذشتہ اکتوبر میں ایک نئی مزید کوشش کی ضرورت محسوس ہوئی ... یو بوٹوں کے خلاف جاری لڑائی میں برطانیہ نے حصہ لینا شروع کیا اس بنا پر اس کی دوبارہ تشکیل عمل میں آئی اور اس کو مخالف یو بوٹ جنگی کمیٹی نام دیا گیا۔

کمیٹی کے دوسرے اور تیسرے اجلاسوں میں مسٹر ... کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ وہ امارت بحریہ کو بھی گئے اور ... جنرل اسمٹس نے حال ہی میں ... کا بہت اثر لیا۔ انہوں نے وزیر اعظم سے کہا کہ وہ جہازی دشمنی کی نوعیت اور اس کی تائید سے مطمئن ہیں۔

مخالف یو بوٹ جنگی کمیٹی کے اراکین وزیر طیارہ سازی، وزیر پیداوار، وزیر بحریہ، وزیر ہوائیہ، وزیر حمل و نقل جنگی سامان، امیر البحر اور صدر ہوائی اسٹاف ہیں۔ وزیر اعظم اس کمیٹی کے صدر ہیں۔

مسٹر چرچل نے اس پر زور دیا کہ مخالف یو بوٹ جنگی کمیٹی کسی طرح بھی امارت بحریہ کے مخالف یو بوٹ جنگی سرگرمیوں پر کوئی باضابطہ اقتدار نہیں رکھتی ... ہند کی ذاتی ... ہے اور یہ امکان ہے کہ مخالف یو بوٹ جنگ کی بابت اقتدار کو بہتر طور پر منظم کر لیا گیا ہے۔

مسٹر چرچل نے جرمن یو بوٹوں کے متعلق نئے حقائق ... کیا جو ملک کو ... متاثر کرنے کے لئے ۱۹۴۲ء میں برطانیہ میں بڑی تیزی کے ساتھ بنائے گئے ہیں ... ہمارا مقصد یہ تھا کہ ۱۹۴۲ء میں ... کی زیادہ سے زیادہ تعداد حاصل کی جائے۔ اب ایک بڑا ... چرچل دیا ہے ہیں اور ... وقت ہمارے ... بہترین ... ہیں۔ اس نئے قسم کے ... کی تعداد ... کی مختصر تعداد نے ... حملہ کرنے میں حصہ لیا۔ اطلاعات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بہت ہی شدید آتشباری کے سامنے ڈٹے رہے اور خود دشمن کی ... بھی جھیلی۔

چرچل دیا بتازہ ترین قسم سے متعلق کیا ہے لیکن ایک سال سے کم مدت میں ہی ... کی بہ نسبت زیادہ ... ہوئے ...

دار المطالعہ وکتب خانہ عام نامپلی

دار المطالعہ وکتب خانہ نامپلی موجودہ شکل و صورت میں جس کی ترقی و موجودہ حیرت انگیز ترقی مولوی علی الدین احمد صاحب ناظم محکمہ امور مذہبی سرکار عالی کی رہین منت ہے اور ہم کس طرح بھی صاحب ممدوح کے بار احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے جن کی توجہات نے ہم کو بیحد ممنون کر دیا ہے جب بھی ہمیں کوئی ایسی شدید ضرورت واقع ہو جاتی ہے یا کسی مشکل میں پڑ جاتے ہیں تو ایسے میں ہماری نظریں ناظم صاحب امور مذہبی پر جا پڑتی ہیں اور ہم فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ناظم صاحب موصوف نے کبھی بھی ہماری امداد میں تامل نہ فرمایا۔

سماع خانہ کی عمارت کے استعمال سے متعلق مقامی مشکلات کے باوجود مولوی علی الدین احمد صاحب نے جس جرأت و تدبر سے کام لے کر ادارہ ہذا کی امداد فرمائی ہے وہ اپنی آپ نظیر ہے کیا ہم مولوی علی الدین احمد صاحب کے ان احسانات کو بھول سکتے ہیں!

شعبہ دار المطالعہ

دار المطالعہ میں اخبارات و رسائل تعداد تقریباً دو سو یا سو سے زائد ہے جس میں مقامی اخبارات کے علاوہ بیرونی اخبارات بھی ہے انگریزی اور اردو بھی جاری ہیں۔ مصر سے عربی اخبارات آتے ہیں تو انگلستان سے انگریزی پرچے آتے ہیں اور افغانستان سے پشتو اور فارسی زبان کے پرچے آتے ہیں اور بیرونی اخبارات کی سالانہ جلدیں بھی بنوائی جاتی ہیں۔ رسائل کو ایسے مجلدات میں محفوظ کیا گیا ہے جن سے اتلاف کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔

فہرست اخبارات اور رسائل

دار المطالعہ ہذا میں جس قدر بھی اخبارات و رسائل جاری ہیں ان کی فہرست ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

رہبر دکن۔ صبح دکن۔ پیام۔ نظام گزٹ۔ سفینہ۔ وقت۔ اجل۔ خلافت۔ الہلال۔ ہندوستان۔ ہلال نو شہباز۔ انقلاب۔ پرتاپ۔ ہند۔ زمیندار۔ وحدت۔ ناظم۔ احسان۔ پیام (دہلی) الکلام۔ آزاد۔ سرفراز۔ حقیقت۔ الامان۔ مدینہ۔ زمزم۔ تنظیم۔ اجل (ہفتہ وار) شان ہند۔ خلافت۔ (ہفتہ وار) الاصلاح۔ مجیر عالم۔ نیر اعظم۔ حکمت۔ اقبال۔ ہندوستان (ہفتہ وار) مسلم یونیورسٹی گزٹ۔ جدت (ہفتہ وار) حیدرآباد۔ اخبار تک گزٹ۔ سرگزشت۔ مرکزی اطلاعات۔ صحت عامہ۔ ہماری زبان۔ سب رس۔ سلطنت مسلم (روزنامہ) الفتاح المصری (لندن) پیغام صلح۔ البشیر۔ ارم۔ مجلہ عثمانیہ۔ سب رس۔ ریاست۔ نظام ادب۔ المومن۔ نقش اولیں۔ معارف۔ عالمگیر۔ جامعہ۔ ساقی۔ کامیاب۔ مولوی۔ ہمایوں۔ ترجمان القرآن۔ محشر خیال۔ پیشوا۔ زیب النساء۔ شاعر۔ المعلم۔ ترک مسکرات۔ معلومات عامہ۔ نگار۔ کاول۔ ہمدرد حارث۔ جہان آباد۔ بمبئی کرانیکل۔ حیدرآباد بلیٹن۔ دکن ٹائمس۔ ایسٹرن ٹائمس۔ ڈان۔ گریٹ برٹین اینڈ دی ایسٹ۔ اورینٹ۔ السٹریٹڈ ویکلی۔ حیدرآباد انفارمیشن۔ دیٹ انفارمیشن۔ ان وارڈ۔ اسٹیشن

تعداد حاضرین

کسی ادارہ میں ناظرین کی تعداد میں کمی یا زیادتی کا دارو مدار بالترتیب وہاں کی مشکلات اور سہولتوں پر ہوتا ہے ایسے اداروں میں جہاں ناظرین کے لئے ایک ہی قسم کے اخبارات و رسائل کی متعدد کاپیاں ہوں اور جہاں نشستوں کا باقاعدہ انتظام ہو اور ناظرین کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ اور نیز جس ادارہ کے کارکنوں میں خدمت کا جذبہ موجزن ہو۔ ناظرین کی غیر معمولی تعداد باعث تعجب نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ

بقیہ صفحہ (۱۰) پر

اعظم پریس چار مینار میں طبع ہو کر دفتر مملکت سے شائع ہوا۔